بہاریں لوٹ آئی ہیں .... عفت سحر طاہر

وہ بہت مگن ہو کر پکوڑوں کا آمیزہ بنانے میں مصروف تھی۔ نظروں کی تپش نے احساس دلایا کہ کوئی اسے دیکھنے بلکہ ''گھورنے'' میں مصروف ہے۔ اس نے بے توجہی سے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر بے ساختہ مسکرا دی۔

''اعیان! تم کب آئے؟''

''تمہیں اس سے کیا؟ تم منگنیاں کراتی پھرو۔'' وہ سلگ کر بولا تو اسے ہنسی آنے لگی۔

''منگنیاں نہیں منگنی'' اس نے تصحیح کرتے ہوئے آمیزے والا باؤل فریج میں رکھا اور پلٹ کر سنک میں ہاتھ دھونے لگی۔

''شرم تو نہیں آ رہی اتنی ڈھٹائی سے اعتراف کرتے ہوئے۔'' وہ جل کر بولا۔

تنزین کو اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ دھواں سا کہاں سے اٹھ رہا ہے۔ مسکراہٹ دباتے ہوئے دوپٹے کے پلو سے ہاتھ خشک کرتی پلٹی۔

''شرم تو آ رہی ہے مگر اب تم خود ہی پوچھ رہے ہو تو بتانا تو پڑے گا ہی.....'' اس نے معاندانہ انداز میں کہا تو اعیان چند لمحے تیز نظروں سے اسے گھورتا رہا۔

''اچھا بس۔ زیادہ رعب نہ جھاڑو۔ زیادہ اعتراض ہے تو اپنے ماموں جان سے پوچھو میرا کوئی قصور نہیں ہے۔'' اس سے زیادہ وہ اس کے رعب میں نہیں آتی تھی فوراً ہی سنجیدہ ہونے لگی تو اعیان ڈھیلا پڑ گیا۔

''پھر بھی تانی! میرے بغیر تم نے منگنی کرا لی۔ مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے۔'' وہ غمگین ہوا اور اس بات کا قلق تو تنزین کو بھی بہت تھا۔ اس کا سب سے اچھا کزن اور بہترین دوست اس کی منگنی میں شریک نہیں تھا۔ وہ پاکستان ہی میں تھا جب تنزین کے لیے رشتہ آیا۔ ابھی بات آگے بڑھی بھی نہ تھی کہ اسے دو ہفتوں کے لیے اٹلی جانا پڑ گیا۔ ادھر ابو نے بالا ہی بالا لڑکے کے بارے میں معلومات کرا کے ہاں کر دی اور دو دن بعد ہی منگنی۔

''اتنے بے خبر تو نہیں ہو۔ حالات تو معلوم ہی ہیں کیا مشعل سے بھی رابطہ نہیں تھا تمہارا؟''

تنزین نے نارمل انداز میں پوچھا تو وہ کچن سے باہر نکل گیا۔ تنزین بھی اس کے پیچھے چل دی۔

''ہاں۔ بتایا تھا اس نے بلکہ امی نے بھی مگر میں تو تمہارے فون کا انتظار کر رہا تھا۔'' وہ ساتھ چلتے ہوئے خفگی سے کہہ رہا تھا۔

''حالانکہ تمہیں چاہیے تھا کہ یہ خبر سنتے ہی تم فوراً مجھے فون کرتے اور پوچھتے .....'' تنزین نے اب کی بار اسے گھورا تو وہ ہنس دیا۔

''اچھا جناب! سارا قصور میرا ہی ہے۔''

''نہ جی! آدھا تو بابا بلھے شاہ کا ہے۔'' وہ بے ساختہ بولی اور پھر دونوں ہنس دیے۔

''چائے پیو گے؟'' اس نے پوچھا تو وہ ابو کے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

''ہاں۔ بلکہ وہ پکوڑے بھی کھاؤں گا جو تم بنانے والی ہو۔ پہلے ذرا ماموں جان سے دو دو ہاتھ کر لوں۔''

''کاش میں تمہاری درگت بنتی دیکھ سکتی۔'' وہ شرارت سے حسرت آمیز انداز میں بولی تھی۔

''خبردار۔'' وہ ہنستا ہوا ابو کے اسٹڈی روم میں گھس گیا جب کہ وہ امی سے چائے کا پوچھنے لگی۔

❖ ❋ ❖

''اب بتاؤ۔ خوش ہے تمہاری کزن منگنی کروا کے۔'' اس سے بیڈمنٹن کا چوتھا راؤنڈ بھی ہارنے کے بعد مشعل نے بالآخر ہار مان ہی لی۔ ٹاول سے پسینہ خشک کرتی وہ ریکٹ وہیں پھینک کر گھاس پر ہی بیٹھ گئی۔

اعیان اس سے کچھ فاصلے پر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا۔

''منگنی کرانے میں خوشی والی کون سی بات ہے؟''

''کیوں؟ منگنی کرا کے بندہ خوش نہیں ہوتا؟ تم خوش نہیں ہو کیا.....؟'' وہ آنکھیں پٹپٹا کر بڑی معصومیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی تو اعیان نے نظر بھر کے اسے دیکھا۔

سیاہ بالوں کو پونی میں جکڑے بے حد سفید رنگت اور خوب صورت نقوش کے ساتھ وہ دل کو چھو رہی تھی۔

''ہماری بات اور ہے۔ ہماری تو پسند کی منگنی ہے نا۔'' وہ طمانیت سے مسکرا کر بولا تب مشعل بھی کھل کر مسکرائی تھی۔

''تم نے اس سے پوچھا نہیں اسے عبید پسند آیا یا نہیں؟''

''نہیں.....'' اعیان نے فی الفور جواب دیا۔

''کیوں؟'' مشعل نے وہ سوال کیا جس کا جواب خود اعیان کے پاس بھی نہیں تھا۔ وہ گھاس نوچتے ہوئے پر سوچ انداز میں بولا۔

''شاید میں نے ضروری نہیں سمجھا۔ یا شاید میں نے منگنی کی تصویروں میں خود ہی دیکھ لیا تھا کہ خاصا ہینڈسم بندہ ہے۔''

''یہ اچھی دوستی ہے۔'' مشعل نے ناک چڑھائی۔

''تمہاری تو بیسٹ فرینڈ کا بھائی ہے۔ تم تو اچھا خاصا جانتی ہو اسے۔'' اعیان نے کہا تو مشعل موڈ بدلتے ہوئے تفاخر سے مسکرائی۔

''اور اس سلسلے میں تنزین کو ہمیشہ میرا شکر گزار رہنا چاہیے کہ اس کے متعلق ثانیہ کو میں نے ہی بتایا تھا۔''

''خیر۔ تمہارا کیا؟ خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اور دوسرے یہ کہ عبید بے حد لکی ہے جسے تنزین جیسی لڑکی کا ساتھ ملنے والا ہے۔'' اعیان نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے نرمی سے کہا تو تنزین کے لیے اس کے لہجے میں وہی ستائش تھی جو ہمیشہ ہوتی تھی۔

''لکی تو تنزین ہے۔ کروڑپتی کے ساتھ منگنی کرائی ہے اس نے۔ لاکھوں میں ایک لڑکا ہے۔ عمر، تعلیم، شکل و صورت کہیں سے بھی مار نہیں کھاتا۔ تنزین میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں۔''

''وہ بہت بہترین لڑکی ہے۔ مخلص اور خالص۔'' اعیان نے اسی انداز میں جواب دیا۔ وہ تنفرانہ لہجے میں بولی۔

''لڑکی نہ ہوئی کوئی گھی کا ڈبہ ہو گیا اصلی اور خالص۔''

''تم اسے جانتی نہیں ہو اس لیے ایسی باتیں کرتی ہو۔ کتنی مرتبہ کہا ہے اس سے ملا کرو۔ دیکھنا خود میں کتنی تبدیلی محسوس کرو گی۔'' وہ پریقین انداز میں بولا تو مشعل چڑ گئی۔

''کیوں؟ مجھ میں کیا خامی ہے؟''

''میں نے یہ کب کہا۔ میرا مطلب تھا کہ ..... خیر چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن کب سے اسٹارٹ ہو رہے ہیں؟'' وہ بات کرتے کرتے شاید مزید بحث کا ارادہ موقوف کر گیا۔ تب ہی موضوع بدل گیا تھا مگر مشعل کی کڑواہٹ ابھی کافی دیر تک باقی رہنا تھی۔

''میں نہیں لے رہی ایڈمیشن۔'' وہ بیزار کن لہجے میں بولی۔ اعیان نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

''اب کیا ہوا؟ تم تو بہت پرجوش تھیں آگے پڑھنے کے لیے؟''

''بس موڈ نہیں ہے۔'' وہ اطمینان سے بولی جب کہ اعیان سنجیدہ تھا۔

''اتنی غیر مستقل مزاجی اچھی نہیں ہوتی۔ منٹوں میں ارادے بدلتی ہو تم۔''

''لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔''

''بالکل غلط۔'' وہ اپنی بات پہ زور دے کر بولا۔ پھر قائل کرنے والے انداز میں کہنے لگا۔

''تنزین ہی کو دیکھ لو۔ ماموں جان اسے بی اے کے بعد پڑھائی کی اجازت نہیں دے رہے تھے مگر اس نے اپنی بات پہ ڈٹ کے نا صرف آگے پڑھائی کی بلکہ جو ٹارگٹ بنایا تھا اسے حاصل بھی کیا۔ بے حد اچھے طریقے سے اور آج ایک بہترین کمپنی میں بہت اچھی پوسٹ پہ جاب کر رہی ہے۔''

''ہمارے ہاں کون سے کھانے کے لالے پڑے ہیں جو میں ٹکے ٹکے کی نوکریاں تلاش کرتی پھروں اور ویسے بھی میں کون سا نوکری کرنا چاہتی ہوں جو پڑھائی میں سر کھپاتی رہوں۔'' وہ تنک کر بولی۔

''پڑھائی صرف نوکری حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ فہم و شعور حاصل کرنے کے لیے بھی کی جاتی ہے۔''

اعیان پر پچھلے تین مہینوں میں مشعل کی محدود سوچ اچھی طرح واضح ہو گئی تھی۔

''تو میں بے وقوف ہوں کیا؟'' وہ قدرے بگڑی۔

اعیان نے گہری سانس بھری اور دفعتاً مسکرا دیا۔

''ہاں۔ بے وقوف مگر بہت حسین بے وقوف۔'' وہ بہت اس کی تعریف کرتا تھا۔ اس لیے ہمیشہ کی طرح اب بھی مشعل کا موڈ پل میں بدل گیا۔ اس نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر جیسے اس کی تعریفی سند کو وصول کیا پھر بڑے ناز سے بولی۔

''پھر کیا خیال ہے لانگ ڈرائیو ہو جائے؟''

''اس وقت.....؟'' اعیان نے شام کے گہرے ہوتے سایوں کو تشویش سے دیکھا۔

''اس وقت کیا ہے؟ بلکہ لوگ اسی وقت لانگ ڈرائیو کو نکلتے ہیں۔'' وہ دھونس بھرے لہجے میں بولی۔

مگر اعیان جانتا تھا اس وقت اس کے ساتھ لانگ ڈرائیو پہ جانے کا مطلب ہے کھانا بھی باہر کھانا اور اس کے گھر میں سب روٹین کے مطابق اکٹھے کھانا کھاتے تھے

بلکہ ابو جان تو سختی سے سب کو رات کا کھانا اکٹھے بیٹھ کے کھلانے پر کاربند تھے۔

''کیا سوچ رہے ہو؟'' وہ بے زار ہوئی۔

''تمہیں پتا ہے پھر بھی...... رات کا کھانا میں گھر میں کھاتا ہوں۔'' ایمان نے آرام سے کہا تو وہ جھنجلائے لہجے میں بولی۔

''کیا شادی کے بعد بھی یہی کچھ ہوتا رہے گا؟''

''اب ایسی بھی کوئی پابندی نہیں۔ فاران بھائی ایک آدھ ہفتے کے بعد بھابی بچوں کے ساتھ ہوٹلنگ کر لیتے ہیں۔ بس ابو یا امی سے اجازت لینی پڑتی ہے بلکہ کبھی کبھار تو پوری فیملی ابو کے ساتھ ہوٹلنگ کے لیے جاتی ہے۔'' وہ مسکرا رہا تھا۔ ان کے گھر کا ماحول واقعتاً قابلِ رشک تھا۔

''بہرحال میرے لیے اپنے طور طریقے ہیں ایمان مصطفیٰ دیکھ لو بعد میں پچھتانا نہیں۔'' وہ اسے تنبیہ کرنے والے انداز میں کہتی ایمان کو ہنسا گئی۔

''محبت سب بدل دیتی ہے جانم۔ انداز بھی سب بدل دیتی ہے۔ وہ سر جھٹکتی اٹھ گئی۔

''چلو جلدی کرو۔ لانگ ڈرائیو ہی کر لیں گے کنجوس میاں۔ کھانا تم گھر جا کے ہی کھا لینا۔''

اس کے طنز پر ایمان نے کان نہیں دھرے تھے۔ البتہ اس کے اتنی آسانی سے مان جانے پر اطمینان کی سانس ضرور لی تھی۔

✣......❀......✣

''تانی! فون ہے تمہارا۔'' امی کی آواز نے اسے ٹی وی اسکرین پر سے نظریں اور کان دونوں ہٹانے پر مجبور کر دیا۔ بحث و مباحثے کے پروگرام اس کی کمزوری تھے۔

''اوفوہ '' وہ اٹھ کر ٹیلی فون اسٹینڈ تک گئی تو امی فون پہ محوِ گفتگو تھیں۔ ان کی باتوں سے اسے لگا کہ دوسری جانب اس کے سسرالیوں میں سے کوئی تھا۔ شاید تانیہ...... یا پھر حرا۔ وہ قیاس لگانے لگی جب کہ ذہن ابھی ٹی وی پر چلنے والی بحث ہی میں اٹکا ہوا تھا۔

امی نے بات کر کے ریسیور اس کی طرف بڑھایا تو اس نے کارڈلیس آن کر کے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور واپس ٹی وی لاؤنج کی طرف چل دی۔

''السلام علیکم۔'' بڑی خوش دلی سے اس نے کہا تھا۔

''وعلیکم السلام۔ جیتی رہیے۔ خدا جلد آپ کی رخصتی کرے۔'' دوسری طرف سے آنے والی مردانہ آواز بے حد غیر متوقع تھی۔ تنزین ہڑبڑا کر رہ گئی۔ فوراً ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کی آواز کم کی۔

''جی کون......؟''

''کون بھی ہو گئی اور آئس کریم بھی۔ ابھی پروگرام بنا لیتے ہیں۔'' وہ چہک رہا تھا۔ کہیں عبید تو...... تنزین کو شک گزرا۔

''دیکھیں ٹھیک سے اپنا تعارف کرائیں ورنہ '' اسے غصہ آنے لگا۔

''ورنہ......؟'' وہ جیسے اس کے غصے سے لطف اٹھا رہا تھا۔

''ورنہ...... یہ۔'' اس نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

''دماغ خراب ہے ان لوگوں کا اور امی بھی خوب ہیں۔ پتہ نہیں رانگ نمبر پہ بات کرتی رہی ہیں۔'' ٹی وی بند کر کے۔ وہ کڑھتی ہوئی کچن تک آئی۔ تب تک ہاتھ میں تھاما کارڈلیس پھر سے بجنا شروع ہو گیا تھا۔

''آپ کس سے بات کر رہی تھیں فون پر؟'' اس نے امی سے پوچھا۔

''تانیہ تھی۔ تمہارا پوچھ رہی تھی۔'' انہوں نے توے پر روٹی ڈالتے ہوئے کہا تو کارڈلیس آن کر کے کان سے لگاتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

''بہت غصہ کرتی ہو تم۔'' دوسری طرف وہی تھا۔ شاید نہیں بلکہ یقیناً عبید۔

''دیکھیں فون کال کرنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں اور ان میں سب سے پہلا یہ کہ سلام کے فوراً بعد اپنا تعارف کرایا جائے۔'' اب کی بار وہ قدرے ٹھہر اؤ سے بولی تو اس نے جواباً مسکراتی ہوئی آواز میں شرارت سے کہا۔

''جی آپ کا منگیتر بول رہا ہوں۔ کیسی ہیں آپ؟'' اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ دوسری جانب عبید ہو گا۔ اس کے باوجود جب اس نے یوں تعارف کرایا تو تنزین کا دل عجیب سے انداز میں دھڑک اٹھا۔

''اس کی خاموشی پر دوسری جانب سے ہنسی ابھری۔

''دیکھا کتنا بارعب تعارف ہے۔

''جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔'' وہ اپنے فطری پُراعتماد انداز میں بولی۔'' دراصل میں آپ کی توقع نہیں کر رہی تھی۔ تانیہ کہاں ہے؟''

''تانیہ کو چھوڑو۔ تم ڈائریکٹ مجھ سے بات کرو۔'' وہ بے تکلفی سے بولا۔

''بعض رابطوں کے لیے پُل ضروری ہوا کرتے ہیں۔'' تنزین نے سنجیدگی سے اسے کچھ باور کرانا چاہا مگر وہ برجستہ بولا۔

''ہاں...... مگر ہر رابطے کے لیے نہیں۔''

تنزین نے گہری سانس بھری۔ وہ یقیناً اس سے منگنی کے بعد منگیتروں والا مخصوص رابطہ رکھنا چاہتا تھا۔

''دیکھیں لڑکیوں کی کچھ حدود ہوا کرتی ہیں۔'' اس نے کہنا چاہا مگر وہ اس کی بات کاٹ کر ہنسی میں اڑا گیا۔

''کس زمانے کی بات کرتی ہو۔ اب تو ہر بات لامحدود ہے۔''

''مگر میں ان ہی حدود میں رہنا پسند کرتی ہوں۔'' وہ سنجیدگی سے کہتی اپنے بستر پہ آ بیٹھی۔

''مثلاً......؟'' وہ اب بھی غیر سنجیدہ تھا۔

''مثلاً یہ کہ والدین کی لاعلمی میں اپنے منگیتر سے کھلی فون کال گفتگو کرنا۔''

''تم آن لائنا......'' وہ بے تکلفانہ انداز میں اس کا نام بگاڑتے ہوئے بولا۔ ''اب تم بڑی ہو چکی ہو۔ جاب کر رہی ہو۔ کوئی کالج گرل نہیں ہو جو نئے اس طرح گھبرا رہی ہو۔''

''جاب کرنے والی لڑکیاں اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہو جاتی ہیں کیا؟'' تنزین نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا۔ درحقیقت وہ اس معاملے کو نرمی سے حل کرنا چاہ رہی تھی ورنہ نئے نئے رشتے میں دراڑیں پڑ سکتی تھیں۔

''اوہ تو گویا میں کسی استانی صاحبہ کا لیکچر سن رہا ہوں۔'' وہ جیسے بے زار ہوا تھا۔ ''آپس میں بات کرنے میں اخلاقیات کہاں سے آ گئے؟''

''تو پھر آپ نے امی سے بات کیوں نہیں کی۔ ان سے بات کر کے خود مجھے بلوا لیتے تو یہ بات علم میں بھی ہوتی کہ اس وقت ان کی بیٹی کس سے بات کر رہی ہے۔'' اس نے تانیہ کو استعمال کر کے مجھ سے فون پر آنے والی بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا۔

''حد ہو گئی۔ یعنی میں نے پہلی بار تمہیں فون کیا ہے اور تم فضول کی بحث لے کے بیٹھ گئی ہو۔''

''آئی ایم سوری لیکن اگر آپ امی یا ابو سے اجازت لے لیتے تو میں آپ سے ضرور رابطہ رکھتی۔'' اب کی بار اس نے صاف صاف بات کرنے کی ٹھانی۔ لمحہ بھر کو ادھر خاموشی چھا گئی۔

''او کے اب تم سے تھرو پراپر چینل ہی رابطے ہوں گے۔'' وہ سرد مہری سے بولا اور لائن کاٹ دی۔ تنزین قدرے پریشان ہو گئی۔

مگر یہ پریشانی عبید کی طرف سے نہیں بلکہ ابو کی ناراضگی کا سوچ کر تھی۔ وہ اس رشتے کے استوار ہونے سے بہت خوش تھے اور اب شاید بہت کچھ غلط ہونے والا تھا۔ وہ سر تھام کے بیٹھی رہی۔ اسے یقین تھا کہ عبید جیسے آزاد ماحول کے پروردہ شخص کو اس کی صاف گوئی پسند نہیں آئی تھی اور اب یقیناً وہ تنزین جیسی دقیانوسی لڑکی سے رشتہ ختم کرنا چاہے گا۔

مگر یہ اس سے ہفتہ بھر بعد ہی کی بات تھی جب امی نے اس سے کہا۔

''عبید کا فون نہیں آیا؟''

وہ ایک آفس فائل چیک کر کے صوفے سے ٹیک لگائے کمر سیدھی کر رہی تھی۔ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

''فون آئے تو آپ کو۔ مجھے کیوں آنے لگا؟'' سنجیدگی سے کہا مگر وہ مسکرا کر بولیں۔

''بھئی منگیتر ہے تمہارا۔ تمہیں کیوں فون نہیں کر سکتا۔''

''منگیتر ہونا کون سا ایسا اعزاز ہے کہ ان فضولیات کو اپنا لیا جائے۔'' وہ عام سے انداز میں بولی تو امی نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

''ان کے ہاں تو یہ ایک عام سی بات سمجھی جاتی ہے۔''

''مگر ہمارے ہاں نہیں۔''

''لیکن تم کو رخصت ہو کر وہاں جانا ہے۔'' امی نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔

''درست ہے لیکن جب تک میں یہاں ہوں۔ وہاں کے اصول نہیں اپنا سکتی۔'' وہ قطعیت سے بولی تو امی نے اسے سمجھانا چاہا۔

''کچھ حالات کا بھی تقاضا ہوتا ہے تانی۔''

''جب حالات آئیں گے تب دیکھا جائے گا۔'' وہ لاپروائی سے بولی پھر قدرے توقف کے بعد کہنے لگی۔

''میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ ان لوگوں کے اور ہمارے ماحول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہمارے ہاں کب پسند کیا جاتا ہے لڑکیوں کا اپنے منگیتروں سے بات

urdunovels.net

چیٹ کرنا۔ ثمرین آپی کو تو نہ ملی ایسی آزادی۔'' اس نے اپنی بڑی شادی شدہ بہن کی مثال دی تھی۔ اسے اندر ہی اندر امی کے رویے پر بھی حیرت ہو رہی تھی۔ پہلے تو وہ بھی لڑکیوں کو اتنی آزادی دینے کی قائل نہیں تھیں پھر شاید عبید نے ان پر جادو کر ڈالا تھا۔

''تب بات اور تھی۔ خالد ہمارا ہم پلہ تھا۔ یہاں معاملہ دوسرا ہے۔'' امی نے دبے لفظوں میں کہا تو وہ ناراض ہو گئی۔

''اوہو۔ دولت مند ہوں گے تو اپنے گھر کے ہم کیوں خواہ مخواہ رعب میں آ گئیں۔''

''تمہارے ابو نے اجازت دی ہے۔'' وہ اس کے انداز پر دھیمی پڑ گئیں۔ تنزین کو تمام دلائل اڑن چھو ہوتے محسوس ہوئے۔

''ابو نے؟'' اس نے بے یقینی سے امی کی طرف دیکھا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''بہت آزاد خیال ہو گئے ہیں ابو۔'' تنزین کو برا محسوس ہوا۔ ابو تو ان معاملات کو پسند نہیں کرتے۔ کیا کرتے تھے پھر ایک دم یہ کیا ماجرا ہو گیا۔''

''عبید نے خود ان سے بات کی ہے۔ پھر ہم نے بھی سوچا کہ اس میں کیا مضائقہ ہے اچھا ہے شادی سے پہلے ایک دوسرے کو تھوڑا بہت سمجھ لو گے۔''

امی نے کھلے دل سے کہا تو وہ پریشان ہو کر بولی۔

''مگر میں شادی سے پہلے ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتی اسے جاننے یا سمجھنے کی اور ابو اتنے آزاد خیال کب سے ہو گئے؟'' اس نے طنز کے جواب میں امی نے تحمل سے کہا۔

''مت بھولو کہ اپنی سخت طبیعت کے باوجود تمہارے معاملے میں وہ ہمیشہ نرمی برت جاتے ہیں۔ تمہاری کو ایجوکیشن میں پڑھائی اور اب مردوں کے بیچ جاب کرنا بھی اسی نرمی کی دو مثالیں ہیں۔''

اسے اعتراض تھا بلکہ سخت اعتراض تھا اور اس کے پاس انہیں قائل کرنے کے لیے دلائل بھی تھے مگر اب بات بہت ''اوپر'' تک جا چکی تھی۔ اگر ابو نے کہا تھا تو پھر وہ اعتراض نہیں کر سکتی تھی۔

''اس معاملے میں مجھے خود اسٹینڈ لینا پڑے گا۔'' اس نے دل ہی دل میں ارادہ کر لیا۔

❖ ❋ ❖

''اور بتاؤ کیا حال چال ہیں منگیتر صاحب کے؟'' اس کے کچن میں جاتے ہی اعیان نے خوش دلی سے پوچھا تو وہ اسے گھورنے لگی۔ ''بدلے میں تم بھی مجھ سے میری منگیتر کے متعلق پوچھ سکتی ہو۔'' وہ جلدی سے بولا۔

''حال تو ٹھیک ہی ہے مگر چال چلن شاید درست نہیں۔'' تنزین نے گہری سانس بھر کے کہا تو وہ چونکا۔

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ میرے انکار کے بعد وہ ابو سے ڈائریکٹ اجازت لے چکا ہے مجھے فون کرنے کی۔''

''تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔'' وہ شانے اچکا کر لاپروائی سے بولا۔

''تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔'' تنزین پریشان ہو کر بولی تھی۔

''شادی سے پہلے ہی ایک دوسرے کو جاننے کی سعی میں 'خالی' کر دینا۔ خواہ مخواہ کے وعدے تو قعات بعد میں دل برداشت نہیں کر پاتا۔''

''ہاں یہ تو ہے۔'' وہ متفق ہوا۔

''نئی نئی ملاقات اور بات کا چارم تو نہیں رہتا ہے۔''

''وہی تو مگر یہاں تو ابو بھی اجازت دیے بیٹھے ہیں محترم کو۔'' وہ ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے بولی تو اعیان مسکرا دیا۔

''تم یہ بتاؤ کہ بظاہر تمہاری کیا رائے ہے موصوف کے بارے میں؟''

''او کے.....'' وہ شانے اچکا کر بولی۔

''کیا بے نیازی ہے۔'' اعیان نے طنز کیا۔

''تو اور کیا کہوں۔'' وہ ہنس دی۔

''بظاہر تو اوکے ہی ہیں۔ تعلیم بھی اچھی ہے۔ شکل و صورت بھی...... ہاں اسٹیٹس سے میل نہیں کھاتا اور یہ میرا سب سے پہلا اعتراض تھا۔ وہ صاف گوئی سے بولی۔ روپیہ پیسہ...... یہ سب اس کی نظر میں بس 'یوں ہی' تھا اور یہ چیز اعیان کو بہت اچھی لگتی تھی۔

''اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔'' اعیان نے اس کے اعتراض کو مسترد کیا۔

''فرق پڑتا ہے۔'' تنزین نے اپنی بات پہ زور دیا۔

''ان کی اور ہماری ویلیوز میں بھی فرق آ جاتا ہے اور یہ اسٹیٹس میں اس وسیع فرق کی وجہ سے ہے۔ بالفرض اگر میں اس سے کہوں کہ وہ میرے لیے نامحرم ہے اس لیے میں اس سے لمبی لمبی گپیں نہیں لگا سکتی تو وہ ہنسے گا۔ مجھے بیک ورڈ کہے گا۔''

''تمہاری تعلیم، تمہاری جاب اور تمہاری شخصیت۔ عبید ان میں سے کسی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسے تو سب کچھ پلیٹ میں رکھا مل گیا ہو گا مگر تم نے تو اپنی محنت سے حاصل کیا ہے۔'' اعیان نے اسے سراہا تو وہ شرارت سے سر جھکا کر کورنش بجا لائی۔

اسی رات عبید کا فون آیا تو وہ نیند کے جھونکوں کی زد میں تھی جب امی نے اسے کارڈلیس لا تھمایا۔

''تمہارا فون ہے۔'' وہ اظہر جاتی چلی گئیں۔'' تنزین نے جھنجھلاتے ہوئے منہ بناتے انداز میں سر جھٹکا۔

''کیا بات ہے تم موبائل کیوں نہیں لیتیں؟'' سلام دعا کے بعد وہ جرح پر اتر آیا۔

''موبائل تو ہے میرے پاس۔''

وہ سادگی سے بولی تو عبید نے جیسے اس کی بے وقوفی پر سر پیٹ لیا۔

''تو مجھے نمبر کیوں نہیں دیا؟ مجھے اچھا نہیں لگتا یوں آپ کے ذریعے لائن ملانا۔''

''ماشاءاللہ یہ وہ میرے والدین ہیں۔ آپ کے نہیں۔'' تنزین کو برا لگا۔ مگر وہ فوراً ہی ہنس پڑا۔

''اچھا سوری۔''

''مذاق اپنے ہم عمروں سے ہی اچھا لگتا ہے۔'' وہ ناگواری سے بولی۔

''کم آن یار!'' وہ لاپروائی سے بات بدل گیا۔ ''اچھا بتاؤ کیا کر رہی تھیں؟''

''کچھ نہیں۔'' وہ قدرے جھلائی مگر بظاہر آرام سے بولی۔

''کم آن۔ ساڑھے دس بجے سو نے لگی ہو تم؟'' وہ جیسے شاکڈ ہوا۔

''ہاں نیند آئے تو پھر سونا ہی چاہیے۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے رات آرام کے لیے بنائی ہے۔'' وہ جتانے والے انداز میں بولی مگر وہ بات کو اپنے ہی رنگ میں لے گیا۔

''صرف سونے کے لیے نہیں۔ پیار بھری باتیں اور محبت کرنے کے لیے بھی بنائی ہے۔''

اب اس قدر فضول بات کا وہ کیا جواب دیتی۔ ایک دم چپ رہ گئی۔

''کیا خیال ہے پھر؟'' وہ مزید شوخ ہوا تو اس نے تحمل سے کہا۔

''دیکھیں مجھے ایسی باتیں نہیں آتیں۔''

''میں ہوں نا۔ سب سکھا دوں گا۔'' وہ اسی انداز میں بولا۔

''کبھی آؤ اور دیکھو میرے بیڈروم میں ہر طرف تمہاری انلارجمنٹ لگی ہوئی ہیں۔ ہنستی مسکراتی باتیں کرتی۔ منگنی والے دن تم بہت خوب صورت لگ رہی تھیں۔'' اور مضطرب انداز میں انگشت شہادت کا ناخن چبانے لگی۔

''میرے سرکل میں لڑکیوں کی کمی نہیں تینا مگر تم جیسی ان چھوئی، معصوم بالکل منہ بند کلی جیسی لڑکی مجھے تو سچ مچ مبہوت کر دیا ہے تم نے۔''

وہ کہہ رہا تھا اور اپنی ان الفاظ میں تعریف نے تنزین کا دماغ جھنجھنا کے رکھ دیا۔

''دیکھیں مجھے نیند آ رہی ہے۔''

''تو کیا مجھے وہاں آ جانا چاہیے؟'' وہ دھیمی آواز میں شرارت سمو کے بولا تو تنزین کا جی چاہا کارڈلیس اس کے سر میں مار دے۔

''عبید پلیز! مجھے ایسی باتیں پسند نہیں ہیں۔'' اس نے بمشکل خود کو 'واہیات' کہنے سے روکا۔

''لڑکا اور لڑکی جو کہ آپس میں منگیتر بھی ہیں وہ تو فون پہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔'' وہ جیسے اس کی شرم سے محظوظ ہوا۔

''اسی لیے تو مجھے یہ رابطے پسند نہیں ہیں پلیز عبید۔'' وہ تیز لہجے میں بولی تھی۔

''کس دنیا میں رہ رہی ہو تم؟'' وہ اس کی باتوں کو اس کی شرم و حیا پر محمول کر رہا تھا تب ہی سیریس نہیں لے رہا تھا۔

''بہت اچھی دنیا ہے میری عبید اور میں اس میں بہت خوش بھی ہوں۔'' وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

''بہت بورنگ ہو تم۔''

urdunovels.net

''میں ایسی ہی ہوں۔'' اس کا انداز دو ٹوک تھا۔

''مگر مجھ تک آنے کے لیے تمہیں خود کو بہت بدلنا پڑے گا تنزین۔'' وہ یکلخت سنجیدہ ہوا۔

''تبدیلی تو ہر لڑکی کی زندگی میں آتی ہے عبید مگر فی الحال مجھے میری زندگی جی لینے دیجیے۔ جب وقت آئے گا تب تبدیلی بھی آجائے گی۔'' تنزین نے بھی اسی کے سے انداز میں کہا تو قدرے توقف کے بعد عبید نے خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

تنزین اپنی جگہ الجھ کر رہ گئی۔

❖ ❁ ❖

''تمہاری کزن خود کو سمجھتی کیا ہے۔ عبید بھائی کو تو ایسے چٹکیوں میں اڑاتی ہے جیسے وہ کچھ ہیں ہی نہیں اس کے سامنے۔'' مشی اس پہ یوں چڑھ دوڑی جیسے سارا اسی کا قصور ہو۔ اعیان نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

''کیا ہوا ہے؟''

''میں تو پچھتائی یہ منگنی کروا کے۔'' وہ اپنی خوب صورت سی ناک سکیڑتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اعیان نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

''تم نے کیا کیا ہے۔ یہ تو قسمت کا لکھا تھا۔ ویسے بھی تائی اور خاص طور پہ اس کی امی کو تنزین بہت پسند آئی تھی اور بعد میں پتہ چلا کہ عبید بھی اس کی تصویر دیکھتے ہی راضی ہو گیا تھا۔''

''اوفوہ۔ سامنا تو میں نے ہی کرایا نا دونوں پارٹیز کا۔'' وہ چڑ گئی۔

''ہاں تو اب کیا ہو گیا ہے؟'' اعیان نے مسکراہٹ دبائی۔

''اب یہ ہوا کہ ہینڈسم مردوں کے ساتھ کام کرنے والی تمہاری کزن کو منگیتر سے فون پہ بات کرنے اور ملنے میں کیا اعتراض ہے؟'' وہ طنز سے بولی تو اعیان سنجیدہ ہو گیا۔

''تم سے کس نے کہا یہ سب؟''

''تائیہ نے اور عبید بھائی نے بھی۔ وہ تو باقاعدہ مجھ سے ناراض ہو رہے تھے۔'' وہ اپنے سیاہ بالوں کو سمیٹ کر اونچی پونی میں قید کرنے لگی۔

''تم پہ کیوں ناراض ہو رہے تھے؟ یہ ان کا آپس کا معاملہ ہے۔ چاہے ان کی منگیتر ان کے ساتھ باہر جائے یا نہ جائے۔ بات کرے یا نہ کرے یہ ان کا درد سر ہے۔ وہ حق رکھتی ہے۔'' اعیان نے ناگواری سے کہا۔

''تنزین بھی تو ٹھیک نہیں کر رہی نا۔''

''تمہارا والا بھی اس میں کوئی بات نہیں۔ ویسے مجھے اس کی ذہنی اپروچ اچھی لگی۔ واقعی شادی کے بعد ایک دوسرے کو جاننے سمجھنے کے پیریڈ میں اپنا ہی مزہ ہوتا ہوگا۔ پہلے سے ہی یہ کام کر لینے کے بعد تو سب روٹین ورک لگتا ہوگا۔'' اعیان نے آرام سے کہا۔

''تم متاثر نہیں ہو گے اس سے تو اور کون ہوگا؟'' وہ حسب عادت چڑ گئی تھی۔

''سچ مشی! اندر سے شاید میں تمہیں بھی ایسا ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے شرماتی، کتراتی، میری ہزار منتوں کے بعد مجھ سے ملاقات کے لیے راضی ہوتی۔'' وہ پرسوچ انداز میں بولا تو مشعل کو اس موضوع پر ہی غصہ آنے لگا۔

''خدا کے لیے اعیان! اب تم بھی اپنی کزن کی طرح قدامت پسندی کا لبادہ اوڑھ کے مت بیٹھ جانا۔ یہ شرمانا، کترانا صرف کہانیوں میں ہی اچھا لگتا ہے۔ اب تو پی ٹی وی کی ہیروئن نے بھی یہ کام چھوڑ دیا ہے اور میں روزانہ شام کو تمہارے ساتھ باہر نہ جاؤں تو میرا دم ہی گھٹ جائے۔''

''دم آسان کرنے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ امور خانہ داری میں دلچسپی لو۔ نانی کو دیکھو۔ جاب تو کرتی ہی ہے۔ ساتھ میں بہت اچھی کوکنگ بھی آتی ہے اسے۔'' وہ عادتاً بولا تو مشی کے اندر کچھ مچل سا اٹھا۔

''ہر بات میں مجھے اس کی مثال مت دیا کرو اعیان۔'' وہ اس قدر سرد مہری سے بولی کہ اعیان یکلخت خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا تو وہ اپنی بات پہ زور دے کر بولی۔

''میں مشعل ہوں۔ مشعل سکندر اور میرے پاپا جو کہ تمہارے سسر بننے والے ہیں تا پ کے بزنس مین ہیں۔ میں تنزین رضا نہیں ہوں اور نہ کبھی بنوں گی۔''

''میں تمہیں تنزین رضا بننے کو نہیں کہہ رہا مشی مگر کسی کی اچھی باتیں تو ہم اڈاپٹ کر سکتے ہیں ناں۔''

اس کے انداز نے اعیان کو مدافعانہ انداز اپنانے پر مجبور کر دیا۔

''تو تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھ میں اچھی باتیں نہیں ہیں؟'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے استہزائیہ انداز میں بولی۔ اس سے پہلے بھی اعیان نے کئی بار محسوس کیا تھا کہ وہ تنزین سے حسد کرتی ہے یا شاید اس کے ذکر میں دلچسپی محسوس نہیں کرتی۔

مگر آج کی تلخی تو کچھ اور ہی بیان کر رہی تھی۔

''کیا بچوں جیسا رویہ ہے مشی! اور یہ تم تانی کا ذکر کس انداز میں کرتی ہو، کیا تمہارا اس سے کوئی رشتہ نہیں؟''

اعیان نے اسے سرزنش کرنے والے انداز میں کہا تو وہ ناگواری سے بولی۔

''وہ صرف تمہاری کزن ہے اور بس......''

''میرے رشتے تمہارے لیے بھی قابل احترام ہونے چاہئیں مشی۔'' اعیان کو دکھ ہوا۔

''بس کرو اعیان! ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے۔ وہ کون سا میری نند لگتی ہے تو تم اس قدر رنجیدہ ہو رہے ہو؟'' مشعل کو غصہ آنے لگا۔

''وہ میری کزن ہے اور بہترین دوست بھی۔ زندگی میں بہت دفعہ اس نے میرا حوصلہ بڑھایا، مجھے صحیح مشورہ دیا ہے۔ اس کی میری زندگی میں بہت خاص جگہ ہے اور یہ بات میں تمہیں بھی بتا رہا ہوں۔'' اعیان نے اٹل انداز میں کہا۔ پہلے تو وہ عجیب نگاہوں سے اسے گھورتی رہی پھر چہرہ جھٹکتے ہوئے لیجے میں بولی۔

''واہ یہ اچھی شرم و حیا ہے۔ منگیتر کے ساتھ بات کرنے یا ملاقات کرنے سے تو اخلاقیات آڑے آتی ہیں اور تم...... جو نامحرم نہیں ہو اس کے لیے؟''

اعیان کو اس کے بچکانہ پن پہ غصہ تو بہت آیا مگر اس وقت غصہ کرنے کا مطلب تعلقات بڑھانا اور یہی وہ نہیں چاہتا تھا۔

''وہ اگر عبید سے بات کرتے ہچکچاتی ہے تو اس کی کوئی وجہ ہوگی۔ ہم ماہرین نفسیات ہی ایسا ہے۔ میں نے کبھی اس سے روزمرہ گفتگو کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ بھی نہیں کرتی۔ ہم دیکھو وہ اس سے بات کرتی ہے یا نہیں۔ رشتوں کا احترام ہی ان کا قدر بڑھاتا ہے مشی۔'' وہ بڑے تحمل سے بولا تو مشعل کو بھی اپنے جذبات کی لو دھیمی کرنا پڑی۔

''ہر بار لڑائی ہر بار تلخی۔ ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں منگنی کو اور تم نے میاں بیوی کی طرح جھگڑنا شروع کر دیا ہے۔'' وہ خفگی سے بولی تو اعیان نے ابھی بہت سی باتوں کو پیتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

''ابھی سے سارے جھگڑے کر لیے تو شادی کے بعد ہم کیا کریں گے؟''

''پیار، محبت اور بس۔'' وہ شوخی سے بولی تو اعیان سر پہ ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

''آج تم ڈنر میرے ساتھ کر رہی ہو۔'' عبید نے بڑی دھونس سے کہا تو وہ زچ ہو گئی۔

''آپ بات کو سمجھتے کیوں نہیں۔ یہ سب مجھے پسند نہیں ہے۔''

''آج بتا ہی دو۔ کون پسند ہے تمہیں؟'' وہ اس قدر سنجیدگی سے بولا کہ تنزین کا دماغ جھنجھنا اٹھا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟''

''مطلب صاف ظاہر ہے۔ میں منگیتر ہوں تمہارا، مگر نہ تو تمہیں مجھ سے بات کرنا پسند ہے اور نہ ہی ملنا۔ فون کرتا ہوں تو مارے باندھے گفتگو کرتی ہو۔ فون بند کرنے کے بہانے ڈھونڈتی ہو۔ اس کا میں کیا مطلب لے سکتا ہوں؟'' وہ تلخی سے کہہ رہا تھا۔

''بہت خوب......'' تنزین کو ہلکا سا غصہ آنے لگا۔ ''اس کا مطلب آپ نے یہ لیا کہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں؟''

''ہر ذی شعور انسان یہی مطلب لے گا۔'' وہ طنز سے بولا۔

''مائینڈ یو عبید! اگر میں کسی اور کو پسند کرتی تو آپ سے کبھی بھی رشتہ نہ ہونے دیتی۔ میں کمٹمنٹ نبھانے والی لڑکی ہوں لیکن جس بات کو میرا ذہن، میرا دل تسلیم نہ کرے وہ کرنے کو مجھے کوئی بھی مجبور نہیں کر سکتا۔'' وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں بولی۔

''تو پھر یہ کیا ڈرامے بازی لگا رکھی ہے تم نے، کیا میں تم سے دو گھڑی بات کرنے کا بھی حق دار نہیں ہوں؟'' وہ ناراضی سے پوچھنے لگا۔

''اس کا مطلب یہ بھی تو نکال سکتے ہیں کہ میں یہ سب سلسلے شادی کے بعد چاہتی ہوں۔'' تنزین نے برجستہ کہا تو وہ بے ساختہ بولا۔

''شادی کے بعد اور بہت سے سلسلے ہیں جانم! تب گفتگو کا ٹائم کس کے پاس ہوگا؟'' اب اس نے بات جس بھی انداز میں کی ہو تنزین نے اپنے کانوں کی لویں تپتی محسوس کی تھیں۔

اس کی یہی بے باکی تنزین کو ناپسند تھی۔

''شادی کے بعد جو باتیں رومینس کہلاتی ہیں وہ باتیں شادی سے پہلے گھٹیا لگتی ہیں۔ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ نکاح جیسا بندھن تعلق کو کتنا پاکیزہ روپ دے دیتا ہے۔''

''کیا......؟'' دوسری جانب عبید کو بجلی کا جھٹکا لگا تھا۔ ''تمہارا مطلب ہے کہ میں ابھی تم سے گھٹیا باتیں کرتا ہوں؟''

urdunovels.net

’’میں نے پتہ نہیں......‘‘

’’شٹ اپ‘‘ وہ دھاڑ کر اس کی بات کاٹ گیا۔

’’دیکھیں میں ایک عام بات کر رہی تھی۔ صرف آپ کی اور اپنی نہیں۔‘‘ تنزین نے تیزی سے کہا تو وہ غصے سے بولا۔

’’میں تمہارے سارے مطلب اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔‘‘

’’بات کو ٹھنڈے دل و ذہن سے سوچیں گے تو مجھے حق پہ پائیں گے۔‘‘ تنزین نے اسی نرمی کا مظاہرہ کر رہی تھی جو اس کی شخصیت کا خاصا تھی جب کہ ادھر عبید اس کی بات کو دل پہ لے بیٹھا تھا۔

’’یہ اکیسویں صدی ہے محترمہ! تم جیسے لوگ تو موہنجوداڑو اور ہڑپہ میں پائے جاتے ہوں گے۔‘‘ وہ جل کر بولا۔ پھر تلخی سے کہنے لگا۔

’’اپنے کزن کو دیکھو مشعل کے ساتھ اڑا پھرتا ہے۔ اسے کبھی نہیں بتاتے تم نے اپنے نام نہاد اخلاقیات۔‘‘

’’وہ ان کا آپس کا معاملہ ہے۔ دونوں فریقین رشتہ کو جیسے نبھانا چاہتے ہیں ویسے ہی نبھا رہے ہیں۔‘‘

تنزین نے اعیان اور مشعل پر تبصرے سے گریز ہی کیا۔

’’بہر حال میں آج تمہارے ساتھ ڈنر کرنا چاہتا ہوں اور بس۔‘‘ وہ اٹل انداز میں بولا تو تنزین چپ ہو گئی۔

’’ٹھیک ہے رات ٹھیک آٹھ بجے ہمارے گھر آ جایئے گا سب مل کے ڈنر کریں گے۔‘‘ چند لمحوں کے توقف کے بعد وہ آرام سے بولی تو عبید نے دانت پیسے۔

’’میں تمہارے گھر والوں کے ساتھ نہیں بلکہ تمہارے ساتھ ڈنر کرنا چاہتا ہوں۔‘‘

’’اور میں آپ کے ساتھ اپنے گھر والوں کی موجودگی میں ڈنر کرنا چاہتی ہوں۔‘‘

’’تم اچھا نہیں کر رہیں تنزین! نہ میرے ساتھ اور نہ ہی اپنے ساتھ۔‘‘ وہ جیسے اسے دھمکا رہا تھا۔

’’میں ابھی اپنے والدین کے گھر ہوں عبید! اور یہاں پر یہی اصول ہیں۔‘‘

’’تم میری منگیتر ہو۔‘‘ اس نے جیسے اسے یاد کرایا تھا۔

’’منگیتر ہوں بیوی نہیں۔‘‘ وہ بھی اٹل لہجے میں بلا آخر کہہ ہی گئی تو عبید نے مزید بات کیے بنا کھٹ سے فون بند کر دیا۔

یہ عبید کی آخری فون کال تھی۔

❖......❋......❖

وہ کافی دیر سے مشعل کی والدہ کے ساتھ بیٹھا تھا جب کہ مشعل صاحبہ دن کے ساڑھے گیارہ بجے ابھی سو کر نہیں اٹھی تھیں۔ اس کی والدہ نے تو اسے کھلے دل بلکہ کھلے ذہن کے ساتھ اجازت دی کہ وہ جا کر اسے جگا سکتا ہے مگر اعیان کی تربیت اس انداز کی نہ تھی۔ وہ جانتا تھا کہ مشعل اور اس کے رہن سہن اور تربیت میں بہت فرق ہے مگر پھر بھی اس نے مشعل کو پہلی نظر میں پسند کیا تھا تو منگنی کرانے میں دیر نہیں لگائی تھی اور آج تین ماہ گزر جانے کے باوجود بھی وہ مشعل کی طرف سے کھلی چھوٹ ہونے کے باوجود بھی ان کے ماحول کی آزادی کو اپنا نہیں پایا تھا۔

آج ملازمہ چھٹی پر تھی جس کی وجہ سے مشعل کی والدہ کو خود جا کر اعیان کے لیے کولڈ ڈرنک کا گلاس لانا پڑا تھا۔ اب پچھلے پندرہ منٹ سے وہ مسلسل ملازمین کی ہڈ حرامی اور احسان فراموشی کے قصے سنائے جا رہی تھیں۔

’’جتنا بھی دے دو انہیں کم ہے۔ اب دیکھو صبح اس کے ڈیڈی ناشتہ کر کے گئے ہیں میں نے کیا۔ برتن دھلنے کو پڑے ہیں اور ہماری فاطمہ صاحبہ چھٹی کر کے بیٹھ گئیں۔ ہر وقت ہڈی ڈالتے رہو ان لوگوں کو تب بھی خوش نہیں ہوتے اپنا حق سمجھ کر وصول کرتے ہیں اور کرنی اپنی مرضی ہے۔ اب دیکھو ذرا کتنے مزے سے گھر بیٹھی ہوگی۔ دوپہر کی ہانڈی بھی نہیں چڑھائی آج اس نے۔‘‘ وہ مسلسل اپنی کام والی کو کوس رہی تھیں۔

’’کیا......؟‘‘ اعیان کو جھٹکا لگا۔ اسے محسوس ہوا شاید سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

’’کھانا بھی وہی پکاتی ہے؟‘‘

’’ارے ہاں۔ وہی کمبخت پکاتی ہے۔ پہلے خانساماں رکھا ہوا تھا۔ وہ بھی ایسے ہی حیلے بہانوں سے بھاگ گیا تو مجبوراً دو مہینوں سے اسی سے کام چلا رہے ہیں جب تک کسی اچھے خانساماں کا بندوبست نہیں ہو جاتا۔‘‘ وہ آرام سے بولیں۔

اعیان کی طبیعت مکدر ہونے لگی۔

اس کی امی بھاری وجود کی تھیں دوسرے جوڑوں کا درد انہیں کچھ کرنے نہیں دیتا تھا۔ کپڑے دھونے اور صفائی کرنے کے لیے انہوں نے بھی ملازمہ رکھی ہوئی تھی مگر کچن کی ذمہ داری انہوں نے کبھی بھی نہیں چھوڑی تھی اور اب پچھلے سال سے یہ ذمہ داری خود بخود ونامہ پر آ پڑی جو اعیان سے چھوٹی تھیں اور بی اے کے پیپرز کے بعد فارغ ہوئی تھی۔

بقول اس کی امی کے۔

’’ہانڈی بھی خود نہیں پکائی عورت کو تو اور کرنا ہی کیا ہے۔‘‘

’’تو آنٹی! آپ خود ہانڈی پکایا کریں۔ گھر کی عورتوں کے ہاتھ سے پکے کھانے کی خوشبو ہی اور ہوتی ہے۔‘‘ وہ رہ نہیں سکا تھا۔

’’اُفوہ۔ کون ان جھنجھٹوں میں پڑے۔ ہر وقت لہسن پیاز ہی بنے رہو۔‘‘ وہ اکتاہٹ سے بولیں۔ انہیں ہر وقت تک سک سے تیار اور خوشبوؤں میں بسے رہنے کی عادت تھی۔

اعیان نے گہری سانس بھری۔ ’’تیرا پتہ نہیں کیا بننے والا ہے اعیان۔ ساس صاحب۔ کفر مو دات ایسے ہیں تو بیوی......؟‘‘

’’خیر مالی کی بیوی کو بلوایا ہے میں نے۔ برتن تو وہ دھو ڈالے گی اور لنچ و ڈنر ہوٹل میں ہو جائے گا۔‘‘ وہ مطمئن تھیں۔

اسی وقت مشعل چلی آئی۔

’’تم آج صبح صبح؟‘‘ وہ حیران تھی۔

’’محترمہ! باہر دھوپ چڑھی ہوئی ہے۔ آدھا دن گزر چکا ہے اور تمہاری صبح ہی شروع نہیں ہو رہی۔‘‘ اعیان نے طنز کیا تو وہ اٹھلا کے بے نیازی سے ہنس دی۔ ساتھ ہی صوفے میں دھنس گئی۔ اعیان نے ایک نظر اس کی والدہ کو دیکھا مگر وہ لاپروائی سے نیل پالش لگانے میں مصروف تھیں۔ اعیان ٹھنڈی سانس بھرتا اس کی جانب متوجہ ہوا۔

’’ڈرائنگ روم میں چلتے ہیں۔ تمہیں نئی پینٹنگ بھی دکھاتی ہوں ڈیڈ نے مہنگے داموں خریدی ہے۔‘‘ مشعل اٹھ کھڑی ہوئی تو مجبوراً اعیان کو بھی اس کی تقلید کرنا پڑی۔

’’ماما! چائے تو بھجوا دیں ذرا۔‘‘ چلتے چلتے اس نے کہا تو وہ ناگواری سے بولیں۔

’’فاطمہ نہیں آئی آج بھی۔‘‘

’’اوہ تو چھٹی کریں ماما اس کی۔ ذلیل عورت۔‘‘ وہ شوراً غصے میں آ گئی تھی۔ پھر اعیان کے ساتھ چلتے ہوئے بتانے لگی۔

’’ان لوگوں کو ہڈی ڈالتے رہو تب بھی ان کی اکڑ ختم نہیں ہوتی۔‘‘ اعیان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

’’ہڈی ڈالنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟‘‘

’’اپنے نئے کپڑے جوتے اور پتہ نہیں کیا کیا۔ ہر چیز اسی کو دیتی ہوں ثواب کا ثواب اور کام بھی نکل جاتا ہے۔‘‘ وہ آرام سے بولی تھی۔

’’ہنہہ۔ ثواب......‘‘ اعیان کو حقیقتاً اس کی سوچ پر تاسف ہوا تھا۔

’’ہڈی ڈالنے کو تم ثواب سے تشبیہ دے رہی ہو یا ثواب کو ہڈی ڈالنے سے؟‘‘

’’وہ تلخی سے پوچھنے لگا تو مشعل ٹھٹکی۔

’’کیا مطلب؟‘‘

’’دے دلا کے اسے ’’ہڈی ڈالنا‘‘ کہہ کر کون سا ثواب کما لیا ہے تم نے۔‘‘ وہ تمسخرانہ انداز میں بولا تو اس نے لاپروائی سے سر جھٹکا۔

’’تو نہ سہی۔‘‘

’’بات کرتے وقت تو کم از کم دھیان رکھا کرو۔ انسان اور جانور میں فرق ہوتا ہے۔‘‘ اعیان کو اس کا انداز قطعاً پسند نہیں آیا تھا۔

’’تم کیا صبح صبح مجھے نصیحتیں کرنے آئے ہو؟‘‘ مشعل نے زچ ہو کر تیکھے چتون سے اسے دیکھا تو وہ بھی خفگی سے پر لہجے میں بولا۔

’’تم ہی نے موڈ خراب کیا ہے ورنہ میں تو بے حد گڈ نیوز لے کر آیا تھا۔‘‘

’’اچھا تو وہ ’’بے حد گڈ نیوز‘‘ کیا ہے؟‘‘ مشعل شوخی سے بولی۔ مجبوراً اعیان کو بھی اپنا موڈ بدلنا پڑا۔ اب وہ دونوں ڈرائنگ روم میں اسی خوب صورت اور بہت مہنگی پینٹنگ کے سامنے موجود تھے۔

اعیان نے ستائشی نظروں سے پینٹنگ کو دیکھا۔

’’بہت خوب صورت......‘‘

’’کون......؟‘‘ مشعل اٹھلا کر اس کے سامنے آئی۔ اعیان مسکرا دیا۔

urdunovels.net

''چیٹنگ......''

''بدذوق ''مشعل نے ناک چڑھائی تھی۔

''خوشخبری نہیں پوچھوگی؟''اعیان نے اسے یاد دلایا۔

''بتا بھی دو اب۔''

''میرے پوسٹنگ آرڈرز آگئے ہیں۔''وہ ٹینشن بھرے انداز میں بولا تو مشعل نے طنز کیا۔

''کہاں کے، سچیچو کی مایاں؟''

''بے وقوف! کنٹری سائیڈ......''وہ مسکرا کر کہنے لگا تھا کہ وہ چلا اٹھی۔

''مائی گڈنیس۔امریکہ، یورپ......''اعیان نے مسکرا کر سر ہلایا تو وہ فرط جذبات سے بے ساختہ اس سے لپٹ گئی۔

''اوہ۔آئی لو یو اعیان۔''اس کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے وہ جوش سے بولی جب کہ اعیان اس کی اس قدر بے باکی پر متحیر سا کھڑا تھا۔

''مجھے پتہ تھا تمہاری پوسٹنگ بہت اچھی جگہ ہوگی۔سی۔ایس۔ایس کلیئر کرنا وہ بھی اتنی اچھی پوزیشن میں بچوں کا کھیل نہیں ہے۔''مشعل نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔وہ الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''کیا ہوا؟''وہ شرارت سے پوچھنے لگی۔اعیان نے اسے پیچھے کرنا چاہا۔

''یہ ٹھیک نہیں ہے۔''

''ایک تو تم نا۔''مشعل چڑ کر کچھ کہتے کہتے رک سی گئی۔''کبھی اچھا سا خوش بھی ہولینے دیا کرو۔''

''اور بھی بہت سے اچھے طریقے ہیں خوش ہونے کے جا ذرا اپنے حسین ہاتھوں سے اچھی سی چائے بنا کے لاؤ پھر دیکھنا میں کتنا خوش ہوتا ہوں۔''اعیان نے شانوں سے تھام کے زبردستی اسے پیچھے کیا تو وہ جیسے اس کا مذاق اڑانے لگی۔

''وہی مڈل کلاس مردوں جیسی سوچ۔پتہ نہیں تم لوگ عورت کو کچن میں کام کرتے دیکھ کے ہی خوش کیوں ہوتے ہو؟''

اس کی بات اعیان کو اچھی نہیں لگی تھی۔

''ہمارے ہاں عورت کچن میں کام کرکے خوش ہوتی ہے۔اپنے مرد کے لیے تصحیح کر لو۔''

''مگر میں تو ان میں سے نہیں ہوں۔''وہ آرام سے بولی۔

''ان میں رچنے بسنے تو جا رہی ہو نا۔''اعیان نے اسے باور کرایا تو اس کی آنکھیں چمکیں۔

''کبھی نہیں۔ویسے بھی تمہاری پوسٹنگ کنٹری سائیڈ ہو رہی ہے تو ہم کبھی اس ملک کبھی اس ملک۔بس گھومنا، سونا، کھانا پینا۔''

اور یہ کھانا پینا آئے گا کہاں سے؟''اعیان نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

''ہوٹل سے اور کہاں سے۔''اس کی توقع کے عین مطابق اس نے بالکل اپنی ماں جیسا ہی جواب دیا تھا۔

''مگر میں پسند کروں گا کہ میری بیوی اپنے ہاتھوں سے میرے لیے کھانا پکائے۔''اعیان نے نرمی سے کہا۔جواباً وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

''مگر میں چاہوں گی کہ میرا شوہر مجھے کبھی اس بات کے لیے فورس نہ کرے۔میں اپنے والدین کی لاڈلی ہوں تو شوہر کی بھی لاڈلی بن کے رہوں گی۔''

''کیا بچگانہ پن ہے مشی! مجھ سے اتنا بھی پیار نہیں ہے تمہیں۔''اعیان کو اپنے گھر کا ماحول یاد آیا تو اس نے مشعل کو پیار سے سمجھانا چاہا۔

''ہے نا۔پیار تو بہت ہے۔کہو تو ابھی عملی نمونہ پیش کروں؟''وہ شوخی سے کہتے ہوئے اس کے قریب ہوئی۔

اعیان نے اسے پیچھے دھکیلا تو وہ اس کا سرخ پڑتا رنگ دیکھ کر ڈھٹائی سے ہنسنے لگی۔

''تم تو لڑکیوں کو بھی مات کرتے ہو۔''

''مگر تم میں لڑکیوں والی کوئی بات نہیں ہے۔''وہ غصے سے بولا۔

''لڑکے تو بہانے ڈھونڈتے ہیں اس سلسلے کے اور تم ''

''شٹ اپ مشی!''وہ ناگواری سے اسے ٹوک گیا۔

اس کی آزاد روی کا یہ مظاہرہ اس نے پہلی بار دیکھا تھا اور درحقیقت اعیان کا دل ٹوٹ سا گیا۔اسے تنزین کا شوہر جو بیوی پر غصہ کر رکھتا یاد آیا۔

''کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ اعیان! جب بھی میں ذرا اچھے موڈ میں ہوتی ہوں تم کوئی نہ کوئی جھگڑا شروع کر دیتے ہو۔''مشعل کا بھی موڈ خراب ہونے لگا۔اس کا خیال تھا کہ اس کے اس عمل کے بعد اعیان مزید کوئی پیش قدمی کرے گا مگر اس نے جس طرح اس کی طبیعت صاف کرنا شروع کی تھی اس نے مشعل کو غصہ دلا دیا۔

''اپنا یہ اچھا موڈ شادی کے بعد دکھانا۔''اعیان نے طنز کیا۔اس پر اس کی طبیعت کا ہلکا پن اچھی طرح واضح ہو گیا تھا۔

''بالکل وہی باتیں، وہی انداز۔''وہ تیز لب و لہجے میں بولی۔

''لگتا ہے تنزین کی صحبت میں زیادہ ہی رہنے لگے ہو تم۔''

''تنزین کا یہاں کیا ذکر؟''اعیان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

کس قدر حسین تھی وہ مگر اس کی بے باکی نے اعیان کی طبیعت مکدر کر دی تھی۔

''ہاہ۔ذکر؟''مشعل نے مصنوعی حیرت سے قہقہہ لگایا پھر تلخی سے بولی۔

''ذکر کیا......پوری کی پوری تنزین موجود ہے ہمارے درمیان۔''

اعیان کو اس کے لب و لہجے کی تلخی بری طرح چبھی۔

''یہ تمہارا دماغی خلل ہے اور بس......''

''اچھا''مشعل نے تمسخر سے اسے دیکھا۔''کہو کہ تم اپنی پوسٹنگ کی خبر دینے سب سے پہلے میرے پاس آئے ہو۔''اس کا انداز چیلنجنگ تھا۔اعیان ٹھٹک گیا۔

واقعی اس نے یہ خبر سب سے پہلے تنزین کو ہی سنائی تھی۔

''تمہارا دماغ خراب ہے مشی اور کچھ نہیں۔''وہ اتنا ہی کہہ سکا۔

''ہاں۔میرا دماغ خراب ہے اور تنزین کی بہت۔''وہ زور سے بولی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''وہ جیسے غرا ہی اٹھا۔

''ٹھیک کہہ رہی ہوں۔تایو جی نے کر رکھا ہے اس نے تمہیں۔تب ہی تو میرا ہونے سے ڈرتے ہو۔آپا بی ہونی ہے وہ تمہاری نظر اندر سے کوئی اور ہی چکر چلا رہی ہے۔''

اتنی بڑھی لکھی اور ماڈرن لڑکی کا گھٹیا انداز گفتگو اعیان کو جھلسا کر رکھ گیا۔وہ سمجھتا تھا کہ وہ تنزین کی تو ہین سے جلتی ہے مگر وہ اس کے متعلق ایسی گری ہوئی سوچ رکھتی ہے یہ اعیان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

''بکواس بند کرو مشعل!''اس کا خون کھول اٹھا۔

''بکواس نہیں حقیقت ہے اعیان! اسی لیے وہ عبید کو لفٹ نہیں دیتی اور تم مجھے۔''وہ زہر خند ہو رہی تھی۔

''تم......اسٹوپڈ۔''اعیان دانت پیس کر آگے بڑھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی زوردار تھپڑ نے اس کا چہرہ گھما دیا تھا۔اس اچانک حملے نے مشعل کو چند ثانیوں کے لیے منجمد کر دیا۔وہ اعیان سے اس عمل کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

ہر بار کی طرح لڑائی اور پھر صلح......

مگر آج شاید کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا۔

''میں دوبارہ شاید تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہوں گا۔''

وہ آگ برساتے لہجے میں کہتا ٹھوکریں مارتا چلا گیا۔مشعل وہیں کھڑی چلانے لگی۔اس کی ماما افشاں وغیرہ وہاں تھیں۔وہ ان سے لپٹ گئی۔وہ بار بار اس سے رونے، چیخنے کی وجہ پوچھ رہی تھیں۔

یہ پہلی بات تھی جو اس نے تنزین سے چھپائی تھی۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مذاق ہی مذاق میں مشعل اس حد تک بھی جا سکتی ہے۔

تب ہی شاید اس نے تنزین کا رشتہ عبید سے کرانے میں اتنی دلچسپی لی تھی۔

اعیان کو خیال آیا۔

اور عبید سے اس کا رشتہ نہ بھی ہوتا تب بھی تنزین کو بہت پسند کرنے، اس کی خوبیوں کا معترف ہونے کے باوجود اعیان نے کبھی اسے شادی کرنے کے نظریے سے نہیں دیکھا تھا۔

وہ اس سے ڈیڑھ سال بڑی تھی۔

امی نے اعیان سے بات تو کی تھی تنزین کے متعلق اور شاید وہ ہاں بھی کر دیتا مگر اس وقت تک وہ مشعل سے کمٹ منٹ کر چکا تھا۔

اور مشعل......

urdunovels.net

اسے سوچ کر ہی کراہیت محسوس ہوئی۔

گھٹیا سوچ اور گھٹیا ذہن کی مالک۔

''کیا دیکھ کر پسند کر لیا میں نے اسے گھٹیا شکل وصورت۔''

وہ خود پر افسوس کر رہا تھا۔

''اور تمزین...... اس کے متعلق تو امی نے خود پوچھا تھا مجھ سے۔ افسوس۔ ہیرا چھوڑ کے جلتا کوئلہ ہاتھ میں لے لیا میں نے۔'' اس کی سوچ نے پلٹا کھایا تھا۔

❖ ❁ ❖

''میں بات کروں گا عبید سے؟''

وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

''تم کیا بات کرو گے؟'' تمزین نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

''یہی کہ وہ تمہیں تنگ کرنا بند کرے اور یہ کہ ہمارے گھرانے میں یوں

آزادانہ ملنا ملانا پسند نہیں کیا جاتا۔''

اعیان نے کہا تو وہ مسکرائی۔

''وہ مجھے تمہاری اور مشعل کی مثالیں دیتا ہے۔ تم اسے کیا سمجھاؤ گے۔''

''کیوں؟ ہماری کیوں مثال دیتا ہے؟'' اعیان کو غصہ آیا۔

''اُفوہ بات ختم کرو۔ پتہ نہیں مجھے بھی ہر بات تم سے شیئر کرنے کی بیماری کیوں ہے؟'' تمزین جیسے پچھتائی تھی۔

''میں اس سے نا صرف ملوں گا بلکہ بات بھی کروں گا۔'' اعیان نے اٹل انداز میں کہا۔ تو وہ جو عبید کے تیور دیکھ چکی تھی فی الفور بولی۔

''نہیں۔ تم اس سے کچھ نہیں کہو گے۔ وہ خاموش ہے یہی بہتر ہے۔''

''کل کو وہ کوئی اور ڈیمانڈ لے کر آ جائے گا۔''

''تب دیکھا جائے گا۔''

''ماموں جان نے اسے اتنی کھلی چھوٹ کیوں دے رکھی ہے؟'' وہ بے چین ہونے لگا۔

اسے مشعل کے بے باک انداز یاد آئے۔

عبید تو پھر ایک مرد تھا۔ اس کی آزادی کی بھلا کیا حد ہوتی۔

''ان کے خیال میں اتنا اچھا رشتہ ہاتھ سے نکلنا نہیں چاہیے۔''

''ہزاروں اچھے بڑے ہیں اس دنیا میں۔ انہیں یہی ملا تھا تمہارے لیے؟'' وہ بولا تو تمزین نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''اور ان ہزاروں میں سب سے پہلا کون ہے؟'' اس نے مذاق میں پوچھا تو وہ بے اختیار بولا۔

''میں......''

تمزین کی نگاہ ساکت ہوئی۔

وہ مذاق میں بھی کبھی ایسی کوئی بات نہیں کیا کرتا تھا۔

''شٹ اپ......''

''او کے...... میں شٹ اپ ہو جاتا ہوں۔'' وہ سنجیدہ ہوا۔

''اور تم عبید سے بھی نہیں ملو گے۔ میں ابو سے کہنے کی کوشش کروں گی۔ خوامخواہ میں رشتہ خراب ہو رہا ہے۔''

تمزین نے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

مگر اسی شام وہ عبید کے آفس میں موجود تھا۔

''کہیے جناب! آپ کو کیا کام پڑ گیا ہم سے؟'' وہ جانچتی نگاہوں سے اعیان کو دیکھ رہا تھا۔

تمزین سے رشتہ داری کے ناتے اسے جس انداز میں اعیان سے ملنا چاہیے تھا اس گیر، یگانگی جذبے کا فقدان تھا اس کے انداز میں۔

''میں تمزین کے حوالے سے بات کرنے آیا ہوں۔'' وہ قدرے مسکرا کر دوستانہ انداز میں بولا تو عبید کی آنکھوں میں حیرت چمکی۔

پھر وہ وسیع ٹیبل پر آگے کی طرف جھکا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

اعیان کھنکھارا۔

''میں آپ کو صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ تمزین اس ٹائپ کی لڑکی نہیں ہے جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔''

اپنی طرف سے اس نے بہت پُراثر انداز میں بات شروع کی مگر مقابل پھر ابیٹھا ہے یہ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا۔

''میں بہت اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اس کی بھی اور تمہاری بھی نانسنس۔'' وہ پھنکار کر بولا تو اعیان کے تو اس الرٹ ہو گئے۔ بات بھول کر تحیر سے اسے دیکھا۔

''اس کے منگیتر ہوتے ہوئے میں کئی دنوں سے سن رہا تھا۔ اگر آج تم نہ آتے تو میں سمجھتا کہ میشی جھوٹ بول رہی ہے لیکن اب مجھ پر اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ تمہارے

ہوتے ہوئے اسے کسی منگیتر کی ضرورت ہی نہیں۔''

''یہ کیا بکواس ہے؟''

اعیان کا خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا۔

''اچھا تم کیا کہیں رہے۔ تم دونوں۔ دولت ادھر ادھر سے اکٹھی کرتے۔ منگیتر نکلے یوں۔ منگیتر کا جادو پیار اور عشق و عاشقی ایک دوسرے سے۔ واہ......''

مشعل جانے اس کے کس طرح کان بھرتی رہی تھی۔

''شٹ اپ......''

اعیان بے قابو ہونے لگا۔

''یو شٹ اپ۔ اور یہاں سے نکل جاؤ۔'' عبید نے حقارت سے کہتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا تو اعیان پھنکارا۔

''زندگی تمہیں یاد رکھنا کہ تم ایک دن پچھتاؤ گے۔''

عبید نے ایک بار پھر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

وہ آفس سے باہر نکلا تو لٹا پٹا سا تھا۔

ان دنوں تو جیسے پوری دنیا ہی اعیان سے خفا ہو رہی تھی۔ ہر کوئی دونوں منگنیاں ختم ہونے کا سز اوار اسی کو ٹھہرا رہا تھا۔

اس نے ہزار دلیلیں دیں مگر کوئی بھی اس کی بات سننے کو تیار نہ تھا۔

اور ابو جی۔

وہ تو جو کرتے وہ کم تھا۔ وہ تو پہلے ہی مشعل کے گھرانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اندر سے تو شاید یہ رشتہ ختم ہونے پہ خوش تھے مگر تمزین کے معاملے پر وہ اسی کو خطا کار سمجھ رہے تھے۔

ماموں جان نے صاف لفظوں میں اسے گھر داخل ہونے سے منع کر دیا تھا۔ اس بات نے اعیان کو بہت تکلیف پہنچائی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمزین اس کا فون اٹینڈ نہیں کر رہی تھی۔

امی بار بار روتیں۔

''میرا تو میکا ہی ختم ہو گیا۔

ایک بھائی ہی تو تھا۔ اس کے گھر کا دروازہ بھی بند ہوا جا رہا تھا۔

''میری لاڈلی بھتیجی۔ اس نالائق نے داغ لگا دیا اس بے چاری کو۔'' اعیان کو ان کے الفاظ پر سخت اعتراض تھا مگر صورت حال ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ سننے پر مجبور تھا۔

''ابو نے امی کو تسلی دی ہے کہ ان کے بھائی کو منا لیں گے۔'' ناعمہ نے رازداری سے اسے بتایا تو وہ متجسس ہوا۔

''وہ کیسے؟''

''آپ کی اور تمزین آپا کی شادی کر کے۔''

وہ بے نیازی سے بولی تو اعیان کو لگا جیسے چھت اس کے سر پہ آ گری ہو۔

دوسری اور آخری قسط اگلے ماہ

❁

urdunovels.net

''دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔ یوں ہی بکواس کیے جا رہی ہو۔'' وہ یوں اچھلا جیسے کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ نائمہ نے منہ بنایا۔

''میں نے خود سنا ہے۔ امی ماموں جی کی طرف سے بہت پریشان تھیں۔ وہ ساری صورت حال کا ذمہ دار آپ کو قرار دے کر امی سے ناراض ہو چکے ہیں۔ سو ابو نے انہیں راضی کرنے کا یہی حل بتایا ہے...... بہت قطعی انداز میں۔'' آخر میں وہ زور دے کر بولی تھی۔

''اور میں بھی اس رشتے سے قطعی طور پر انکار کر رہا ہوں۔'' وہ یوں دانت پیس کر بولا جیسے تنزین رضا سے جانے کتنے جنموں سے دشمنی رہی ہو۔

نائمہ تو حیرت کے مارے مرنے کے قریب ہو گئی۔

''میں نے تو سوچا تھا آپ خوشی کے مارے اچھل پڑیں گے۔'' مایوسی سے بولی تو وہ اور بھڑکا۔

''ایسی کون سی سو کروڑ کی لاٹری نکل آئی ہے میری۔ جاؤ اور جا کر بتا دو سب کو کہ میں یہ شادی نہیں کروں گا۔''

''لو بھلا مجھے کیا پڑی ہے جوتے کھانے کی۔ جا کے خود اعلان کرتے پھریں بغاوت کا۔ ابو جی کو جانتے نہیں ہیں جیسے۔'' نائمہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔

اور پیچھے اسے جلنے کڑھنے اور تلملانے کو چھوڑ گئی۔

''تنزین رضا......''

اسے سوچ کر ہی غصہ آنے لگا۔ وہ اس کی بہترین دوست ہوا کرتی تھی۔ پرسوں آنے والے فون سے پہلے تک وہ واقعی اسے اپنی بہترین دوست مانتا تھا۔

علیہ کی طرف سے بات ختم کیے جانے اور ماموں جان کی طرف سے قطع تعلقی کے اعلان کے بعد یہ اس کی پہلی فون کال تھی۔ ورنہ اس سے پہلے نہ تو تنزین نے خود کوئی رابطہ رکھا اور نہ ہی اعیان کی کوئی کال ریسیو کی تھی۔

''السلام علیکم...... کیسی ہو تم؟'' اعیان کو اس کی فون کال پا کر خاصی خوشی ہوئی تھی۔

''بہت خوش ہوں۔ میری زندگی میں چار چاند جو تا نک دیے ہیں تم نے۔'' اس کے تلخی سے بھرپور جواب نے لحظہ بھر کو اعیان کو خاموش کرا دیا۔

''میں خود بھی اس سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا تانی مگر تم میری کال ہی اٹینڈ نہیں کر رہی تھیں۔'' وہ معذرتانہ انداز میں بولا تو وہ پھٹ پڑی۔

''ہاں کیونکہ میں تم سے کوئی واسطہ رکھنا نہیں چاہتی۔''

''تانی......'' وہ اس کے رد عمل پر ششدر رہ گیا۔

وہ تو سوچے ہوئے تھا کہ جیسے بھی سہی مگر اس رشتے کے ختم ہونے اور عبید جیسے شخص سے پیچھا چھوٹنے پر وہ اس کی ممنون ہو گی۔ مگر یہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔

''میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا عبید سے ملنے کو۔ پھر بھی تم نے اپنی من مانی کی۔ تم ہوتے کون ہو میرے گارڈین بننے والے۔ میرے بڑے موجود تھے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے پھر تمہیں کیا تکلیف تھی اس معاملے میں پڑنے کی......؟''

یہ پہلی بار تھی وہ اعیان سے اس لب و لہجے میں بات کر رہی تھی اور یہ پہلی ہی بار تھا کہ اعیان کو اس سے بات کرتے ہوئے الفاظ ختم ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

''مگر تم خود عبید کے مطالبات سے تنگ تھیں۔'' اس نے کہنا چاہا مگر وہ درشتی سے اس کی بات کاٹ گئی۔

''وہ میرا مسئلہ تھا۔ تمہیں کیا تکلیف تھی؟'' اعیان کو اس کی بات پر افسوس ہوا۔

''جو تمہیں تکلیف پہنچائے وہ درحقیقت مجھے تکلیف پہنچاتا ہے تانی۔''

''شٹ اپ...... شٹ اپ اعیان مسلطانی۔'' وہ اس قدر غصے سے چیخی کہ حد نہیں۔ ''خبردار جو مجھ سے یہ فضول ڈائیلاگ بازی کی تو اور یاد رکھنا میں زندگی میں تم سے بات کرنا تو دور تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی مجھے نفرت ہے تم سے۔''

وہ اس کی کال ریسیو نہیں کر رہی تھی تو اعیان نے سوچا کہ وہ غصے میں ہے مگر وہ اس سے اس قدر برا برتاؤ کرے گی۔ یہ اعیان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

''تو کیا اس نے شروع کرتے ہی اپنی دنیا عبید تک محدود کر لی تھی؟'' وہ بے یقینی سے بے جان ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہ گیا۔ ''وہ اندر سے عبید کو پسند کرنے لگی تھی اور میں نے سارا معاملہ ہی بگاڑ کے رکھ دیا۔''

عظیم نقصان کے خیال ہی سے اعیان کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ وہ تنزین کو کبھی بھی ذرا سا بھی دکھ پہنچانے کا نہیں سوچ سکتا تھا۔

''اور یہاں شاید زندگی میں سب سے بڑا دکھ اسے مجھ ہی سے پہنچ گیا۔'' اس نے تاسف سے سوچا تھا مگر یہ وقتی طور کا تاسف تھا۔ یہ وقتی طور کی پشیمانی تھی۔ اس کے بعد جب بھی اعیان نے تنزین کی گفتگو اور انداز کو سوچا اسے طیش ہی آیا۔

''تو اس کے لیے وہ شخص ہی سب کچھ ہو گیا۔ میں کچھ نہیں رہا۔ ایک تو اسے اس شخص کی بے ہودہ گوئی سے نجات دلائی اوپر سے وہ میرا احسان ماننے کی بجائے......'' دوستی کا جذبہ کہیں دور جا سویا تھا۔

''مجھے بھی تم سے نفرت ہے تنزین رضا اور تم ایک بار میری شکل دیکھنا نہیں چاہتیں میں دوبار بلکہ سوبار تمہاری شکل دیکھنا نہیں چاہتا۔'' اس نے بھی مصمم ارادہ کر لیا تھا...... مگر اب یہ نیا جھنجھٹ...... تقدیر کیا کھیل کھیلنے والی تھی۔

جب وہ دونوں بہترین دوست تھے تب تو ایسا کچھ ہو نہ سکا اور اب جب کہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے۔ قسمت انہیں مستقل ایک دوسرے کی شکلیں دکھانے کا بندوبست کرنے میں جت گئی تھی۔

''مگر میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔'' اسے پھر سے تنزین کا انداز یاد کر کے غصہ آنے لگا۔

اس کے انکار نے پہلے تو امی کو ششدر کر دیا۔ وہ بے حد بے یقینی سے اسے دیکھنے لگیں۔

''تنزین تانی سے شادی کو کہہ رہی ہوں۔'' انہوں نے اپنی بات پہ قدرے زور دے کر کہا کہ شاید اس نے ٹھیک سے سنا نہ ہو۔

''اور میں بھی تنزین...... تانی کے رشتے سے انکار کر رہا ہوں۔'' وہ ان ہی کے انداز میں بولا۔

''دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا؟'' اب وہ تنبیہ کرنے لگیں۔

''دماغ خراب ہوتا تو انکار نہ کرتا۔'' وہ پلیٹ میں سے سیب اٹھا کر دانتوں سے کترنے لگا۔

''بکواس...'' امی کے لیے تو یہ بھی حماقت کر رہا ہے۔

''مجھے تنزین رضا سے شادی نہیں کرنی ہے۔'' وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولا تو وہ جھلا گئیں۔

''کیوں نہیں کرنی ہے؟''

''کیونکہ میں نہیں کرنا چاہتا۔''

''کیوں نہیں کرنا چاہتے؟'' امی نے گھورا۔

اب وہ کیا بتلاتا اپنی دشمنی کی تفصیل۔ بلکہ امی تو شاید اس بہادری پہ اپنی بھتیجی کو گلے لگا کر داد دیتیں۔ وہ تو پہلے ہی اعیان کی کافی طبیعت صاف کر چکی تھیں اور ابو جی۔

''کیسی چالاکی سے بدلہ لے رہی ہیں نہ ڈانٹنے کا۔'' اعیان کو گلہ تھا۔

''سو وجوہات ہوتی ہیں امی۔'' اس نے مبہم انداز میں کہا۔

''اچھا جی! تو ان میں سے صرف ایک مضبوط سی وجہ بتا دو اس شادی سے انکار کی تو میں بھی مان جاؤں۔'' وہ بھی اس کی ماں تھیں طنز سے بولیں۔

اب وہ ''وجہ تسمیہ'' کیا بتاتا جو منہ میں آیا وہی بک دیا۔

''وہ...... وہ مجھ سے ڈیڑھ سال بڑی ہے۔''

''ڈیڑھ سال بڑی ہے۔ ڈیڑھ سو سال تو بڑی نہیں۔'' امی نے اس کے اعتراض کے پرخچے اڑائے تو ان کے لیے چائے کا مگ لاتی نائمہ کی ہنسی نکل گئی۔

اعیان نے اسے کھا جانے والے انداز میں دیکھا۔

''تم...... چالاکو بلی کن سوئیاں لیتی رہتی ہو۔''

''جی نہیں۔ مجھے کسی قسم کی کن سوئیاں لینے کی ضرورت نہیں۔ میں تو اپنے کام سے آئی تھی۔'' اس نے چائے کا مگ امی کو پکڑاتے ہوئے ناراضگی سے کہا تو وہ بے رخی سے بولا۔

''تمہارا کام ہو گیا نا...... جاؤ اب یہاں سے۔'' وہ منہ بناتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ اسے کتنی خوشی تھی تنزین کو بھابی بنانے کی مگر اعیان کی ہٹ دھرمی یہ موقع گنوانے والی تھی۔

''تانی آپا کو ساری صورت حال بتا کر مشورہ طلب کرتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں موصوف کیسے انکار کرتے ہیں۔'' اسے بھی اعیان کی طرح تنزین کے مشوروں پر اعتبار تھا۔ اپنی سوچ پہ خود کو شاباش دیتی وہ فون اسٹینڈ کی طرف بڑھی...... مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اس رشتے کی جڑ میں بے اعتمادی کا بیج بونے جا رہی ہے۔

ادھر وہ مسلسل امی کی تفتیش کی زد میں تھا۔

urdunovels.net

''اعیان فضول باتیں کر کے میرا دماغ مت کھاؤ۔ پہلے ہی اپنی منگنی تو ڑ چکے ہو بلکہ اس بے چاری کی بھی منگنی تڑوا چکے ہو۔ اب کیا چاہتے ہو دونوں ''کنوارے'' ہی بیٹھے رہ جائیں؟'' امی کو غصہ آنے لگا۔

''میں نے اس کی منگنی نہیں تڑوائی۔ اس خبیث نے خود توڑی ہے۔'' وہ بلبلایا۔

''وجہ تو تم ہی بنے نا۔'' امی نے تاسف سے کہا۔ ''اتنی فضول باتیں سننا پڑیں ان لوگوں کو۔''

''سب ہمارے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں۔'' وہ اپنی اچھی شہرت پر مطمئن تھا۔

''مگر تمہاری منگنی کا ٹوٹنا اور ساتھ ہی تانی کی بات ختم ہونا اس بات کو ہوا دے رہا ہے کہ بات ضرور کچھ تھی۔'' امی نے جتایا۔

''تو آپ ہماری شادی کروا کے اس کچھ پر یقین کی مہر ثبت کرنا چاہ رہی ہیں؟'' اعیان نے جھنجھلا کر کہا۔

''ایسی باتیں کر کر کے تم اتنی اچھی لڑکی ہاتھ سے گنوا دو۔ کم از کم دوسری مرتبہ۔'' عالیہ بھابی نے اندر داخل ہوتے ہوئے لقمہ دیا۔ اس نے سر جھٹکا۔

''کیا بات ہے۔ کھل کے بتاؤ۔ تانی سے لڑائی تو نہیں ہوئی؟'' بھابی نے اس کے انداز میں چھپی خفگی بھانپتے ہوئے پوچھا تھا۔

''آج تک تو نہیں ہوئی تھی۔ امی کی اکڑ ختم نہیں ہو رہی۔ شکر نہیں کرتا کہ تنزین کے لیے اس کا رشتہ قبول کیا جا رہا ہے۔'' امی کی بات نے اب کی بار تو اسے تڑپا کے ہی رکھ دیا۔

''میں کون سا لنگڑا لولا ہوں خدانخواستہ یا پھر میری ناک بہتی رہتی ہے۔''

اوہو...... ''اب تو بھابی کو پورا یقین ہو گیا کہ ''اندرونِ خانہ'' بات کچھ نہ کچھ ہے ضرور۔

''دیکھا دیکھا اسے۔'' امی فوراً روہانسی ہو کر بھابی کی تائید چاہنے لگیں۔

''یہی اس کی باتیں۔ پہلے تو ہر وقت تانی پہ تانی وہ ''بس نہیں چلتا تھا کہ اس کے نام کی مالا جپنا شروع کر دیتا اور اب جب کہ شادی کا معاملہ چلا ہے تو لنگڑے لولے بہانے بنا رہا ہے۔''

''وہ بہت اچھی لڑکی ہے امی! بہت بہترین لڑکی ہے۔ کوئی خوش نصیب ہی ہو گا جس سے اس کی شادی ہو گی۔''

اسے یکبارگی خیال آیا کہ نئی نئی دشمنی اپنی جگہ مگر عالیہ بھابی کے سامنے وہ بلاوجہ شادی سے انکار کر کے تنزین کی پوزیشن ڈاؤن کر رہا تھا۔ جانے کیا سوچیں سو بڑے خلوص اور زور شور سے تنزین کی تعریف کرنے لگا مگر یہ خبر نہ تھی کہ ابو جی نے ابھی ابھی کمرے میں قدم رکھا تھا اور وہ بھی اس ''تعریفی سند'' سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔

''لو تم ایسے ہی پریشان ہو رہی تھیں۔ دیکھو یہ میاں تو تیار بیٹھے ہیں۔'' انہوں نے امی کو تادیبی انداز میں کہا پھر اس کی طرف مڑے۔

''یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے اس لیے سدھارنا بھی تم ہی کو تھا۔ اچھی بات ہے کہ تنزین اس گھر میں آئے۔ ہمیں ایسی ہی لڑکی کی ضرورت تھی جو گھر کو بنا کر اور دلوں کو جوڑ کر رکھے۔''

''لو جی اب ہنگ لگی نہ پھٹکری اور رنگ بھی خوب سے خوب تر آ گیا تھا۔''

اعیان کا جی چاہا کہیں جا کے اپنا سر پھوڑ لے۔

عالیہ بھابی بھی بدمزہ ہو کر اٹھ گئیں۔

امی کے چہرے پر چھائی خوشی اعیان کو گہری سانس بھرنے پر مجبور کر گئی۔ وہ اندر ہی اندر خود کو سمجھانے لگا۔

مگر شاید تنزین کو ایسی کوئی مجبوری نہیں تھی۔

اگلے روز امی اور عالیہ بھابی پورے اہتمام کے ساتھ رشتہ لے کر گئیں اور واپسی پر بے حد خوش لوٹیں۔

''شکر ہے میرے خدا کا۔ بھائی صاحب بہت خوش ہیں۔'' امی ایک بار ایک ہی فقرہ کہے جا رہی تھیں اور ان کی خوشی دیکھ دیکھ کر اعیان ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا۔

میکہ میں لے دے کر ایک بھائی ہی تو بچا تھا وہ بھی اس کی بے وقوفی کی وجہ سے چھوٹ رہا تھا۔ اب اگر ذرا سی قربانی سے حالات سدھر سکتے تھے تو وہ کیوں نہ کوشش کرتیں۔

''عزتِ نفس کی قربانی......'' اعیان نے ٹھنڈی آہ بھری تھی...... مگر شام کو آنے والے فون نے تمام فساد ایک بار پھر سے کھڑا کر دیا۔

''تم...... تمہاری جرأت کیسے ہوئی اپنا رشتہ بھیجنے کی۔'' دوسری جانب تنزین رضا تھی حسبِ توقع غصے میں۔ اعیان کا دماغ بھی گھومنے لگا۔

''مجھے کوئی شوق نہیں تھا محترمہ سے شادی کرنے کا۔ امی اگر آئی تھیں تو اپنی خوشی سے۔ اپنے بھائی کو راضی کرنے کے لیے ورنہ کوئی پاگل ہی ہو گا جو تم سے شادی کرے گا۔''

''اور کوئی عقل کی اندھی ہو گی جو تم سے شادی کرے گی اعیان مصطفیٰ۔'' وہ بھی چیخی تھی۔

اعیان کو غصہ آیا۔ دوستی گئی بھاڑ میں اور اخلاقیات گئیں گھاس کھانے۔ اس قدر بے عزتی۔

''تو کیوں بن رہی ہو عقل کی اندھی۔ مجھے فون کرنے سے بہتر تھا اپنے والد صاحب سے بات کرتیں۔'' سلگ کر کہا تو وہ چبا چبا کر بولی۔

''وہ بھی تمہارے ہی ماموں ہیں۔''

''میرے پاس فضول باتیں سننے کا ٹائم نہیں ہے محترمہ۔'' وہ بے رخی پر اتر آیا تھا۔

''او کم...... بلکہ فوراً سے پیشتر اپنا رشتہ واپس لے لو۔ میں مر کر بھی تم سے شادی نہیں کروں گی۔'' وہ اٹل انداز میں کہتی کہیں سے بھی اسے ''اپنی تنزین'' نہیں لگی تھی۔ جس کے ساتھ وہ ہر بات ہر مسئلہ شیئر کیا کرتا تھا اور جس کی خوش گفتاری کا دل سے قائل تھا۔

''پر میں کیوں......؟'' وہ بھی اپنی بات پر زور دیتا ہوا بولا۔ ''میں کیوں اپنے لئے، دکھ بھرے میرے... لیے سب سے محترم ہے میری ماں کی خوشی اور میں یہ خوشی انہیں دے چکا ہوں۔ اب واپس نہیں چھین سکتا۔'' وہ صاف انداز میں بولا۔ مالی ہی جتنا بھی دیا کہ اس رشتے میں فقط امی ہی کی رضا شامل ہے اس کی نہیں۔ تھوڑی دیر کو وہ خاموش رہ گئی۔ پھر۔ بے ہوا سے لہجے میں بولی۔

''تم جانتے ہو کہ میں ابو کے سامنے اس رشتے سے انکار نہیں کر سکتی جو بھی کرنا ہے تم ہی کو کرنا ہے۔''

''واہ۔ یہ اچھا رعب ہے۔'' اعیان نے طنز کیا۔ درحقیقت اسے تنزین کی بے بسی اور بے چارگی پر مزہ بھی آیا تھا۔ اب ذرا کھل کر ڈرانے لگا۔

''دیکھو میرا دماغ خراب مت کرو۔'' وہ چلائی تو اعیان نے بے ساختہ ریسیور کان سے ہٹا دیا پھر بڑے متاثر ہونے والے انداز میں بولا۔

''بڑی بدتمیز ہو۔ یہ ادائیں کبھی پہلے تو نہیں بتائی تم نے۔''

''شٹ اپ اعیان!''

''یو شٹ اپ۔'' وہ بھی اسی کے انداز میں ڈپٹتے ہوئے بولا تھا۔

''میں تمہاری زندگی اجیرن کر دوں گی۔ تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ ادھر سے بلبلاتی ہوئی آواز ابھری۔'' وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو اعیان کو زور سے ہنسی آ گئی۔

''اچھا۔ یعنی تم نے میری زندگی میں آنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟'' بھول پن سے پوچھا تو دوسری طرف سے ریسیور پٹخ دیا گیا اور اب اعیان کو ہنسی آئے چلی جا رہی تھی۔ یہ تو بڑے مزے کی سچویشن ہے۔ وہ ہلکا پھلکا سا ہو گیا۔

''دیکھ لیتے ہیں تنزین بی بی کتنے دن تک یہ منہ نہیں دکھو گی۔ ہم تو بڑے اہتمام سے منہ لے کے تمہیں بیاہنے آئیں گے۔'' وہ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر مسکراتے ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

❁ ❁ ❁

''مشعل سکندر نہیں ہے تو کوئی بھی ہو جاتی پھر تنزین رضا کیوں نہیں؟'' اعیان نے بڑی سمجھ داری سے خود کو سمجھا لیا تھا۔ واقعی بہتر کے بدلے جب انتخاب کرنا ہی تھا تو وہ بہترین کا کیوں نہ کرتا۔

اب وہ خوشی خوشی اپنی شادی کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ فریقِ ثانی کے ''پیچ و تاب'' سے لاپرواہ۔

اب جانے کیا اعتراض تھا۔ تین مرتبہ فون کر چکی تھی۔ اعیان نے ایک بار اسے سمجھانے کی عبث کوشش کر ڈالی۔

''جو ہوا وہ کاتبِ تقدیر نے یوں ہی لکھا تھا تانی اور جو ہو رہا ہے اسے بھی مشیتِ ایزدی سمجھ کر قبول کر لو۔ زندگی بہت آسان ہو جائے گی۔''

''بھول ہے تمہاری۔ مجھ سے شادی کر کے تم اپنی زندگی بہت مشکل بنا رہے ہو۔'' وہ کسی طور مان کے نہیں دے رہی تھی۔ جانے کیوں؟

''چلو۔ تمہاری تو آسان ہو جائے گی نا۔ میں بس صبر و شکر کر کے گزارہ کر لوں گا۔'' وہ معصومیت سے کویا ہوا پھر ہنسنے لگا۔ دوسری جانب تنزین کا بس نہ چلا کہ ریسیور کسی طریقے اس کے سر میں دے مارتی۔

''اب دیکھنا میں کیا کرتی ہوں۔'' بڑے شعلہ فشاں انداز میں کہتے ہوئے اس نے فون بند کیا تو وہ گہری سانس بھر کے رہ گیا۔

اور پھر...... تنزین رضا اتنا ہی کر سکی کہ رمضان شریف سے ایک ہفتہ پہلے دلہن بن کر اس کے آنگن میں اتر آئی۔

''دانت اندر رکھو۔ مسلسل ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار بن کے دکھا رہے ہو۔'' یہ غالب تھا اس کا چچازاد اور نائمہ کا منگیتر۔ بارات کے پورے فنکشن کے دوران اعیان کو مسلسل

urdunovels.net

بولنے اور قہقہے لگاتے دیکھ کر وہ رہ نہیں سکا تھا۔

''آج کے فنکشن کا ہیرو میں ہوں۔'' اعیان نے تفاخر سے کہا تھا۔

''بچے اب تو تایا جان بھی تجھے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگے ہیں۔ کہ کہیں تو نے جان بوجھ کر تو تنزین کی منگنی نہیں تڑوائی تھی۔'' وہ دھمکانے والے انداز میں بولا تو اعیان کی بتیسی کو اندر جانے میں زیادہ ٹائم نہیں لگا۔

پتہ نہیں کون کون سی رسموں کے بعد وہ مووی والے کو فارغ کر کے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تو اب دل کی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔

کچھ کچھ الجھی ہوئی، کنفیوزنگ سی۔

مذاق برطرف مگر تنزین کی یہ نئی حیثیت خود اس کے لیے بھی اتنی جلد قابل قبول نہ تھی..... مگر قسمت..... اوپر پہنچا تو کراہ کر رہ گیا۔

نا صرف نائمہ اور اس کی دو کزنز بلکہ غالب صاحب بھی دروازہ روکے کھڑے تھے۔

''اب کیا تکلیف ہے تم لوگوں کو؟'' اعیان نے اپنی جیب پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کڑے تیوروں سے انہیں دیکھا۔

''ادب سے بھائی! زیادہ اکڑ دکھائیں گے تو باہر ہی رہیں گے۔'' نائمہ نے دھمکایا تو وہ اسے گھورنے لگا۔

''مسئلہ کیا ہے تم لوگوں کے ساتھ؟''

''ہاں ہاں بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ ابھی بھائی حل کرتا ہوں۔'' غالب نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اعیان کے شانے پر بازو پھیلا کر گویا لڑکیوں کو حوصلہ دیا۔

''چل بھئی! جانتا ہوں میں تجھے۔'' اعیان نے اس کا بازو جھٹکا۔ ''بلکہ آج بہت اچھی طرح جان گیا ہوں۔'' تمام رسومات میں اس کی جیب سے روپے نکلوانے میں وہ لڑکیوں کا برابر کا ساتھ دے رہا تھا۔

''ہاں تو جان پہچان بڑھانا بہت اچھی بات ہے۔'' غالب نے سر دھنا۔

''چلو دفع ہو جاؤ سب یہاں سے۔'' اعیان نے چٹکی بجائی تو لڑکیاں منہ بسورنے لگیں۔

''کیا ہے اعیان بھائی! آدمی کی ایک ہی بار تو شادی ہوتی ہے۔ اس موقع پر بھی آپ کنجوسی دکھا رہے ہیں۔'' مزنی نے اسے جذباتی کرنا چاہا۔

''لو۔ تم نے خود ہی سوچ لیا کہ میں نے ''ایک ہی'' شادی کرنی ہے۔'' اعیان نے آرام سے کہا تو لڑکیوں نے شور مچا دیا۔

''بھائی! نیگ نکالتے ہیں یا ابو کو بلائیں؟'' نائمہ نے پھر سے دھمکایا مگر وہ مطمئن کھڑا تھا۔

''کس بات کا نیگ بلکہ چڑکا لیکس؟''

''بھائی نہیں ویکھتی!'' غالب نے جیسے اسے للچایا۔

''ہزار دفعہ کا دیکھا ہوا منہ ہے۔ آج نہ دیکھا تو کیا فرق پڑ جائے گا۔'' وہ جان بوجھ کر اونچی آواز میں بولا۔ اسے یقین تھا کہ اندر موجود تنزین تک یہ آوازیں بخوبی جا رہی ہوں گی۔

''بہت بری بات ہے۔'' نائمہ نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا تو اسے روپے نکالتے ہی بنی۔

''یہ اچھی معمول چنگی لگا رکھی ہے تم لوگوں نے۔'' وہ بڑبڑا رہا۔

''اور میرا حصہ؟'' غالب نے اطمینان سے کہا تو اعیان نے اس کی پشت پر ایک دھموکا جڑ دیا۔

''کافی ہے یا اور دوں؟'' وہ بلبلا اٹھا۔

''بس جناب! پہلے ہی میرے حصے سے کافی زیادہ میرے حصے آ گیا ہے۔''

اعیان نے اس کی اداکاری پر بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

''چلو پھر شکل گم کرو تم چاروں بلکہ جاکے آج کی کمائی بانٹو۔'' ان کے جانے کے بعد اعیان نے گہری سانس بھری۔

''تو اب تمہاری باری ہے تنزین رضا۔ تم سے تو بہت اچھی طرح نمٹنا ہے میں نے۔'' اس نے لمحہ بھر کو اپنے محسوسات کو ٹٹولا تو ان میں ایک ہلکا سا سبک پن پایا۔ کوئی ٹینشن کوئی پریشانی نہیں۔

''تو گویا تمہارا ساتھ مجھے ناگوار نہیں ہے۔'' وہ اپنی بدلتی کیفیات پر خود ہی محظوظ ہو کر ہنس دیا۔ ناب گھما کر دروازہ کھول کر وہ اندر جانا ہی چاہتا تھا۔

مگر یہ کیا.....؟ اس نے دو تین بار ناب گھمائی۔ دروازہ لاکڈ تھا۔ اس نے مسلسل ناب کو گھمایا مگر بے سود..... ابھی وہ چاروں اندر ہی سے نکل کے گئے تھے۔ ''تو دروازہ کیسے لاک ہو گیا؟'' اعیان کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

''تنزین رضا.....'' وہ تو اپنے تئیں آج کی رات اسے سیدھا کرنے والا تھا اور پھر وہ سوا سیر بن گئی تھی۔

اعیان نے کھنکارتے ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جواب ندارد..... دو تین چار بار..... اب اسے غصہ آنے لگا۔ زور سے کھٹکھٹا بھی نہیں سکتا تھا کہ کسی کے متوجہ ہو جانے کا ڈر تھا۔ دولہے میاں کو کمرے سے باہر کسمپرسی کی حالت میں دیکھ کر گھر میں موجود مہمان جو باتیں بناتے ان کا خیال ہی اعیان کو لرزا گیا۔

''دروازہ کھولو تنزین۔'' اس نے غصے میں آ کر دبے لہجے میں کہا مگر وہ تو جیسے افیم کھا کر سو رہی تھی۔ وہ اس کمرے کا چاروں طبق روشن کرنے کی سوچ رہا تھا جو آیا اس نے پٹخے کھٹرا دینے تھے۔

''پچھتاؤ گی تم تنزین دیکھ لینا۔'' وہ بلبلاتا جھنجلاتا کتنی ہی دیر وہ جاپ کرتا رہا مگر دوسری طرف کوئی اثر نہ پاکر غصے سے اپنا سامنے کے کمرے کا دروازہ کھول کر گھس گیا۔

''دیکھ لینا میں تمہارا کیا حشر کروں گا تنزین رضا۔'' بے عزتی اور ہار کے احساس سے اسے کچھ سجھائی نہیں آ رہی تھی۔ وہ تنزین رضا سے بدلہ لینے کا مصمم فیصلہ کر چکا تھا۔

کسی کو پتہ چل جانے کا خوف اتنا شدید تھا کہ نیچ سوچے سے ہی اٹھ کر وہ اپنے کمرے کی طرف لپکا۔

آنکھیں پہلے سے بوجھل تھیں اس کم قدم کہیں تو خود کہیں۔ ناب گھمائی تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اس کمرا اسباب پر تھوڑا سا ملون وارد ہوا۔ کمرے میں نائٹ بلب روشن تھا۔ اعیان نے قدرے آنکھیں تیج کر بستر کی طرف دیکھا۔ وہ خالی تھا۔ واش روم کا دروازہ بھی کھلا تھا۔

''کہیں فرار تو.....''

وہ وہیں کھڑا ہونق سا الٹا ترے لگا نے لگا۔ تب ہی ایک سائیڈ پر اسے جائے نماز بچھائے دیکھ کر وہ اپنے خیال پر لاحول پڑھ کر قدرے اطمینان کی سانس بھرتا بستر کی طرف بڑھا اور دھڑام سے بستر پر گرا۔

''ابھی تو ذرا فارغ ہو لے پھر پوچھتا ہوں اس سے۔'' بستر کی بادشاہی پاتے ہی اس کے اندر کا انا پسند مرد پھر سے جاگ اٹھا۔

غصے کی اہمیت اپنی جگہ مگر رات ''جگ رات'' منانے کی وجہ سے نیند نے ایسا غلبہ طاری کیا کہ وہ لمحوں میں اتنا غافل ہو گیا۔ وہ نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگ کر فارغ ہوئی۔ اعیان کی آمد سے اچھی طرح واقف تھی۔ اسے ایک نظر بھی نہیں دیکھا اور اس کی مخالف سائیڈ پر نیچے کارپٹ پر دراز ہو کر کشن سر کے نیچے رکھ لیا۔ انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہوئے وہ اپنے ذہن کو پراگندہ سوچوں سے محفوظ رکھنے کی سعی کرتی اپنا دھیان خدا کی طرف لگائے ہوئے تھی۔

کسی کے بری طرح جھنجھوڑنے اور زور زور سے بولنے کی آواز نے اسے نیند سے بیدار کیا تو وہ آنکھیں بمشکل کھول پایا۔

''یہ میں ہوں..... میں غالب۔'' وہ اس کی آنکھوں کے سامنے دونوں ہاتھ لہراتا جیسے کسی پاگل دیوانے کو باور کرا رہا تھا۔

''کون.....؟'' وہ نیند کی زد میں تھا۔

''ہاہ..... ہا.....'' غالب نے ٹھنڈی سانس بھری۔

''وہ پوچھتے ہیں کہ کون غالب

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا''

''کیا ہے..... صبح صبح نحوست پھیلانے کیوں چلے آئے ہو؟'' اعیان نے جمائی روکتے ہوئے اسے گھورنے کی کوشش کی۔

''صبح.....؟'' غالب نے جی بھر کے آنکھیں پھیلائیں۔ پھر اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی اس کی آنکھوں کے سامنے نچائی۔ ''ساڑھے گیارہ..... دوپہر سر پہ کھڑی ہے بچے۔'' اعیان کو جھٹکا لگا۔ ساتھ ہی گزری رات پورے سیاق و سباق کے ساتھ ذہن میں لہرا گئی تو وہ بے اختیار ہی اٹھ بیٹھا۔ پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی۔

''صرف تو ہی پوتی بنا ہوا ہے۔ تنزین نیچے سب کے ساتھ ہے۔'' غالب نے جیسے اس کی سوچ پڑھ لی۔ اعیان کو ابو جی کا خیال آیا۔

''ناشتے پر میرا انتظار ہو رہا ہو گا؟'' وہ مسکرایا آخر کو لیمے کا دولہا تھا۔ اتنا پروٹوکول تو آج ملنا ہی چاہیے تھا ورنہ ابو جی تو اسے گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ چلاتے تھے۔

''نہ.....'' غالب نے مزے سے کہتے ہوئے انکار میں سر بھی ہلایا۔

''تایا جان نے کہا تھا کہ دس بجے تک جو بھی ناشتے کی میز پر موجود ہوگا ناشتہ صرف اسی کو ملے گا تم تو اب اپنا ولیمہ ہی کھانا۔'' اعیان کو جھٹکا لگا۔

''بکواس مت کرو۔''

''دو۔لہے میاں چل کے دیکھ لیں نا۔'' غالب نے بھی اسی کا انداز اپنایا تھا اور وہ آتی سب ناشتے کے بعد خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

اس نے شکایتی نظروں سے امی کی طرف دیکھا اور فرحین آپی سے سلام دعا میں مصروف ہو گیا۔ وہ تنزین کا ناشتہ لے کر آئی تھیں۔

''دولہا تو جیسے فالتو ہوتا ہے نا۔'' اس نے خفگی سے سوچا تھا۔

''میں تو کہہ رہی تھی اعیان کا انتظار کر لیں مگر پھوپھا جان کا آرڈر تھا بھئی......'' فرحین آپی ہنس رہی تھیں۔

''نائمہ! بھائی کے لیے ناشتہ لے آؤ۔'' امی نے آواز لگائی تو وہ ناراضگی سے بولا۔

''رہنے دیں سالم ہی کتنا رہ گیا ہے۔ ولیمے کا ڈنر ہی کھالوں گا۔''

''بالکل ٹھیک سزا تجویز کی ہے تم نے اپنے لیے۔'' ابو جی ہمیشہ نازک وقت پر ہی برآمد ہوتے تھے۔

''آدمی کو کم از کم اپنی شادی میں تو پروٹوکول ملنا ہی چاہیے۔''

''اچھا...... جاؤ پھر جا کے ناشتہ کرلو۔'' وہ مسکرا دیے تھے۔

''بھائی ادھر لاؤنج میں آجائیں۔ یہاں والے سب تو ناشتہ کر چکے ہیں۔'' نائمہ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے اطلاع دی تو وہ ابو جی کی ''حوصلہ افزائی'' سے بچتے ہوئے اس کے پیچھے اٹھ آیا حالانکہ یوں اکیلے میں ناشتہ کرنے کی اس کی بالکل بھی چاہت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ سینٹر ٹیبل پر ناشتہ لگا چکی تھی۔ پرتکلف سا ناشتہ دیکھ کر اس کی غصے سے سوئی ہوئی بھوک جاگنے لگی۔

''چلو تم ہی میرا ساتھ دے دو۔'' اس کا موڈ قدرے خوشگوار ہوا تو نائمہ نے شوخی سے کہا۔

''میں کیوں......؟ ساتھ دینے والے ساتھ دیں گے۔ کل شاید آپ ساتھ لے کر آئے ہیں۔'' اس کا اشارہ پا کر اعیان بے اختیار پلٹا تو چند لمحوں کے لیے ٹھٹک ہی گیا۔

موو کلر کے ایمبرائیڈڈ شیفون کے کپڑوں میں ملبوس ہلکی سی جیولری کے ساتھ ''نئی نویلی'' ہی لگ رہی تھی۔ اعیان نے اسے کبھی بھی میک اپ میں نہیں دیکھا تھا۔

اور اب وہ ہلکے سے میک اپ میں تھی۔ اسے یوں ساکت و جامد پا کر نائمہ شرارت سے کھنکاری تو وہ ایک دم حواس میں لوٹا۔ ''مجھے تو ویسے بھی بھوک نہیں۔ میں نے تو سوچا شاید تم نے ناشتہ کرنا ہو۔'' ماتھے پر بل ڈال کر اس نے نائمہ سے کہا۔ گزشتہ شب کی بے عزتی کا احساس تنزین کو دیکھتے ہی عود آیا تھا۔

''نہ جی! ہم میں اتنی وفا کہاں جن کو احساس ہے وہ ہی آپ کے انتظار میں بھوکے بیٹھے ہیں۔'' نائمہ جوش تھی۔ بے حد و مناسب ''من پسند کزن'' من چاہتی بھابی بن گئی تھی اس کے انداز کی شوخی سے یہ بات واضح ہو رہی تھی۔

''ہند احساس۔'' وہ جھٹے پھلا کر کرسی سنبھال کر بیٹھ گیا تنزین نے نہایت اعتماد کے ساتھ ٹیبل پر چائے لگائی۔

''تم بھی ساتھ دو نا۔'' وہ اب نائمہ سے کہہ رہی تھی۔ مگر وہ چونکہ ناشتہ کر چکی تھی اس لیے کانوں کو ہاتھ لگاتی فرار ہوئی اور اپنے پیچھے لاؤنج میں اذیت بھری خاموشی چھوڑ گئی۔

چند لمحے یا شاید تنزین نے اس کے ناشتہ شروع کرنے کا انتظار کیا تھا مگر وہ اکڑ کر بیٹھا رہا تو اس نے آرام سے پلیٹ اپنی جانب کھسکائی اور اپنے لیے ناشتہ نکالنے لگی۔ اب وہ مزے دار ناشتہ کر رہی تھی۔

گرما گرم حلوہ پوری، چنے کا سالن اور بھاپ اڑاتی چائے۔ اعیان کا معدہ دہائیاں دینے لگا مگر ابھی تو پہلے حساب کتاب ہونا تھا۔

''رات کیا بدتمیزی کی تھی تم نے......؟''

تنزین کی لاپروائی و بے اعتنائی نے دھیرے دھیرے اس کے غصے کو پھر سے جگانا شروع کر دیا تھا۔ اس نے چائے کا گھونٹ بھر کے مگ ٹیبل پر رکھا اور بڑے مصروف سے انداز میں بولی۔

''بدتمیزی والی اس میں کیا بات ہے۔ ایک دوسرے کی شکل نہ دیکھنے کا وہ سب سے بہترین طریقہ تھا۔'' اعیان تلملایا تو اس نے ان کی باتیں سن لی تھیں۔

''وہ میرا کمرہ ہے سمجھیں......''

''اور اب میرا بھی......'' وہ اسی اطمینان سے بولی اور اس کا یہی اطمینان اسے بے اطمینان کر رہا تھا۔

یہاں ''ہی'' آجانے سے وہاں حق یکساں ہوتا ہے۔ شاید تمہارے علم میں یہ بات نہیں ہے۔'' اعیان نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔

''مگر میں چاہتی ہوں کہ تم کسی اور کمرے میں شفٹ ہو جاؤ۔'' تنزین نے براہ راست پہلی بار اس کی طرف دیکھا تھا۔

وہ خوب صورت لگ نہیں رہی تھی بلکہ وہ تھی ہی خوب صورت۔ شاید اعیان ہی نے اسے اس نظر سے دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

''شٹ اپ تانی! زندگی کو افسانہ مت بناؤ۔'' وہ اندر سے کمزور پڑا تو لہجہ خود بخود مدھم ہو گیا۔

''تانی...... تنزین رضا۔'' اس نے قطعیت سے تصحیح کی تو نوالہ منہ کی طرف لے جانے والا اس کا ہاتھ اعیان نے تھام لیا۔

''ہاں تانی...... بلکہ تنزین اعیان۔'' اعیان نے اطمینان سے کہا اور پھر اس کے ہاتھ سے نوالہ منہ میں لے لیا۔ تنزین نے تلملا کر ہاتھ کھینچا۔

''بدتمیزی مت کرو۔''

''آئینے نے دیکھو ذرا پتہ ہے کیا؟'' اعیان نے ایک اور بڑا نوالہ مارا تنزین کا چہرہ رنگ بدلنے لگا۔ اتنی واضح بات پر ناسمجھی کا تاثر لیے دیکھتی رہی۔

''خوش فہمیوں میں مت مبتلا رہو۔'' وہ سردمہری کا خول اوڑھتے ہوئے بولی تو اعیان نے ایک الگ موڈ بنا لیا۔

''خوش فہمی کیا حقیقت بھی ہے۔ دیکھو کس حیثیت سے میرے سامنے بیٹھی ہو۔'' وہ اب اپنے لیے ناشتہ نکال رہا تھا۔ تنزین نے بمشکل کھانا ہضم کیا ہوگا۔ یہ لمحہ مختصر کوشش کی تھی اس طعنے سے بچنے کی نظر اٹھ کر دیکھا زیادہ وہ امی کی التجائیں رنگ لائیں اور کچھ پھوپو کا خیال ورنہ وہ کبھی بھی اعیان کے لیے ہاں نہ کرتی۔

''وقت آنے پر سب کی پوزیشن ٹھیک ہو جائے گی۔'' وہ اسی انداز میں بولی مگر اعیان کے ہونٹوں پر مستقل مسکراہٹ دیکھ کر جھنجھلا گئی۔ پلیٹ یوں ہی چھوڑ کر اپنا چائے کا مگ لیے وہاں سے اٹھ گئی تھی۔ اعیان سر ہلاتا کچھ سوچتے ہوئے ناشتہ کر رہا تھا۔

ولیمے کی تقریب بہت بھرپور انداز میں منعقد کی گئی۔ اعیان کے گھر والوں نے جہاں مسلسل تنزین کا دل بہلایا وہیں لوگوں کے اس یقین پر بھی مہر ثبت کر دی کہ وہ دونوں ایک دوسرے میں انوالو تھے۔ مجبوراً اسے بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ چپکانی پڑ رہی تھی ورنہ جی تو چاہ رہا تھا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائے۔ کس قدر مصنوعی تھا سب کچھ۔

وہ خاموشی سے بیڈ پر بیٹھی اپنا زیور ایک ایک کر کے اتار رہی تھی شدید بیزاری کے عالم میں تھی جب اعیان اندر آیا۔

آف وائٹ کلر کی ایمبرائیڈڈ کرتہ شلوار میں اس کی لمبی چوڑی پرسنیلٹی بے حد واضح ہو رہی تھی۔ تنزین نے اسے ایک نظر دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ وہ آکر بیڈ پر دھڑام سے گرا اور ٹانگیں نیچے لٹکائے آڑھا ترچھا لیٹ گیا۔

''بہت تھک گیا آج تو......''

وہ یوں بولا جیسے اس سے بہت دوستانہ روابط ہوں۔ تنزین ناگواری سے اسے دیکھنے کے بعد اپنا لہنگا سمیٹ کر نیچے اترنے لگی تو اعیان نے غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا۔

''کیا ہے...... یہ خوامخواہ کی ناراضگی کب تک چلنے والی ہے؟'' تنزین کی آنکھوں میں ناگواری تھی اور لہجے میں بھی۔

''یہ خوامخواہ کی ناراضگی نہیں بلکہ اس کی بہت مضبوط وجہ ہے اعیان مصطفیٰ۔'' وہ اس کا ہاتھ تھامے اٹھ بیٹھا تو دونوں مقابل آگئے۔

''تو کیا میں یہ سمجھوں کہ وہ ''وجہ'' تمہارے لیے بہت معنی رکھتی ہے؟'' اعیان نے سنجیدگی سے پوچھا تو اس نے چبھتے لہجے میں جواب دیا۔

''تم نے آج سارا وقت شاید کان بند رکھے ہیں۔''

''ہاں۔ مگر آنکھیں سارا وقت کھلی تھیں۔ تمہیں دیکھ رہی تھیں کہ تم بہت خوب صورت لگ رہی ہو۔'' بات کرتے کرتے مسکرا کر اعیان نے دفعتاً انگشت شہادت سے اس کے پرخم ہونٹوں کو چھوا تو اسے جیسے ہزار وولٹ کا کرنٹ لگا۔ وہ برافروختہ سی ہو کر اٹھنے لگی مگر اعیان پر لمحوں کا جادو سر چڑھنے لگا تھا۔ اسے اپنی طرف کھینچا۔ اعیان کے ہاتھ میں اس کی کتنی ہی کانچ کی چوڑیاں ٹوٹیں۔ اس پر یہ اچانک قربت تنزین کا دل وحشت زدہ ہونے لگا۔ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنے کی سعی کی۔

اعیان کے انداز میں اسے بہت اجنبیت محسوس ہو رہی تھی بلکہ شاید اسے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''پتہ نہیں لوگ تین، چار شادیاں کیسے کر لیتے ہیں۔ میں تو ایک ہی کر کے تھک گیا ہوں۔'' وہ اس کے کان کے قریب سرگوشی کر رہا تھا۔

تنزین نے اس کی سانسوں کی تپش اپنے رخساروں پہ محسوس کی۔ دل کی دھڑکنیں معمول سے ہٹیں تو سانسوں میں بھی بے ترتیبی آنے لگی۔ وحشت زدہ ہرنی کی طرح وہ بدک تھی۔

''مم...... مجھے چھوڑ دو اعیان! میں مشعل سکندر نہیں ہوں۔'' شعلہ بار سا لب و لہجہ تو نہیں البتہ اس کے الفاظ نے اعیان کو ضرور ٹھٹھکایا تھا۔ گھور کر اسے دیکھا اور چبا چبا کر

بولا۔

''میں بھی عبید نہیں ہوں۔ جس پر تم یوں پابندیاں لگاتی پھر رہی ہو۔'' تنزین نے لب دانتوں تلے کچلا۔

''مجھے چھوڑ دو۔''

''لو۔ چھوڑ دیا۔'' اعیان نے اس کا ہاتھ چھوڑا تو ٹوٹی چوڑیوں کے ٹکڑے بیڈ پر گر گئے۔ اعیان نے ہاتھ چھوڑ تو دیا مگر فی الوقت وہ خود میں اٹھنے کی ہمت نہیں پا رہی تھی۔

''یہ وہی ہے جو تم شادی کے بعد چاہتی تھیں۔'' اعیان نے جیسے اس کے علم میں اضافہ کیا تھا۔

''تم نے تو نہیں چاہا تھا۔'' تنزین کی زبان پھسلی۔ اس نے زبان دانتوں تلے دبائی اور بے ساختہ اعیان کی طرف دیکھا۔

اس قدر فضول جملہ کہیں تھپڑ ہی نہ دے مارے۔ اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔

''چاہا تو میں نے بھی تمہیں نہیں تھا مگر خدا کے لکھے کو مٹانے کی طاقت کوئی نہیں رکھتا۔'' وہ شاید اسے بتا رہا تھا کہ وہ مستقل ساتھ رکھنا چاہتا تھا مگر قسمت میں وہ لکھی گئی مجبوراً ہی سہی۔ وہ فوراً اٹھ گئی۔

''یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔ اپنی تمام زندگی کو کھیل مت بناؤ۔'' اعیان نے سنجیدگی سے کہا تو وہ دوبدو بولی۔

''کھیل تو کھیلا جا چکا ہے اعیان! اب تو فقط ہار جیت کا فیصلہ ہونا باقی ہے۔''

''ہار جاؤ گی۔'' وہ مسکرا دیا۔

''کبھی نہیں۔'' اس نے سختی سے کہا۔

''چلو۔ دونوں اپنے ہنر آزما لیتے ہیں تم تیر آزماؤ ہم جگر آزما لیتے ہیں۔'' اعیان نے گویا چیلنج کیا تھا۔

''ہونہہ......'' وہ تنفر سے پلٹ گئی۔ اعیان گہری سانس بھرتا پیچھے کو گر گیا۔

ان کی شادی کے ایک ہفتے بعد ہی رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو گیا تھا اور سحری کے وقت اٹھنا اعیان صاحب کے لیے مشکل ترین مرحلہ تھا سو کبھی اسے اٹھانے میں دانتوں پسینہ آ جاتا تھا۔ اب کی بار یہ ڈیوٹی خود بخود تنزین کو شفٹ کر دی گئی۔

''کتنی بار کہا ہے اس نالائق کو کہ دو گھنٹے پہلے اٹھ کر تہجد ہی پڑھ لیا کرے مگر ہر بار اس کی یہی حرکتیں ہوتی ہیں۔'' ابو جی نے تبصرہ کیا۔

''کیا کرتے ہیں۔ اب تو اس طرح کے القابات نہ دیا کریں۔ شادی شدہ ہو گیا ہے۔'' امی نے آہستہ سے کہا تو اسے اٹھانے کے لیے بادل ناخواستہ جاتی تنزین کو ہنسی آ گئی۔

''تو گویا جناب معتبر ہو گئے ہیں۔'' اس کے پاس جا کر تنزین کو سمجھ نہیں آئی کہ اسے کیسے جگائے۔ وہ تو ویسے ہی مست نیند سوتا تھا اب رات کو بارہ بجے تک ''ناک شو'' دیکھنے کے بعد تین بجے سحری کے لیے اٹھنا تو اس کے لیے مشکل ہی تھا۔

بہت سوچ کر تنزین نے لائٹ آن کر دی مگر وہ یوں ہی اوندھا لیٹا بازو بیڈ سے لٹکائے ہوئے تھا۔ تنزین کا دل چاہا اسے یوں ہی سویا رہنے دے۔ ''اچھا ہے ذرا پھوپا جی اسے درست کریں۔'' مگر پھر رمضان کے مہینے کا خیال کر کے اس شیطانی کارروائی کو مؤخر کرنا ہی بہتر خیال کیا۔

''اٹھ جاؤ۔ پونے چار بج چکے ہیں۔ سوا چار تک سحری کا وقت ہے۔'' دور سے ہی باآواز بلند اسے مطلع کیا مگر بے سود۔ وہ تھوڑا آگے ہوئی اور دوبارہ بھی اعلان نشر کیا لیکن وہ شاید پورا اصطبل بیچ کے سویا تھا۔ مجبوراً تنزین نے ناگواری سے آگے بڑھ کے اسے جھنجوڑنا چاہا۔ تب ہی اس کا پاؤں اعیان کے ہاتھ کی گرفت میں آ گیا۔

''بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں
تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں''

نیند سے بوجھل دھیما سا لب و لہجہ تنزین کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ اس اچانک گرفت نے اس کا دل اچھال دیا۔ ایک جھٹکے سے اس نے اپنا پاؤں پیچھے کیا اور خود کو سنبھالتے ہوئے بے رخی سے بولی۔

''اٹھ جاؤ اگر روزہ رکھنا ہے ورنہ پھوپا جی خود آنے والے ہیں۔''

''باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم''

اس نے پھر شعر پڑھنا چاہا تو تنزین نے اس کی بات کاٹ کر تیز لہجے میں کہا۔

''یہ مسخریاں بعد کے وقت کے لیے اٹھا رکھو ورنہ پانی پی کر روزہ رکھنا پڑے گا اور میں نوکر نہیں لگی جو دوبارہ سہ بارہ اٹھانے آؤں۔''

''کر کر کے منتیں تیری عادت بگاڑ دی
دانستہ ہم نے تجھ کو ستم گر بنا دیا!''

آنکھیں موندے وہ اپنی ہی دھن میں مگن تھا۔ وہ تلملاتی ہوئی واپس پلٹ گئی۔

''ایک تو یہ طریقہ ہوتا ہے بندوں کو جگانے کا۔ تم تو بہت نالائق ہو بھلا کچھ نیند بھگانے کا سامان کرتیں۔'' شرارت سے پھر الٹا تنزین کو سنا گیا۔

''تم میرے میاں نہیں ہو۔'' وہ جل کر پلٹی۔ اعیان ہنستا ہوا اٹھ بیٹھا۔

''چلو تم ہی سہی۔ سویٹ ہارٹ کچھ بھی کہہ لو۔''

''تم......'' تنزین نے دانت کچکچائے۔ پھر غصے سے بولی۔

''تم سے کچھ بھی کہنا فضول ہے۔''

''تم کہہ کر تو دیکھو۔ چاہو تو اظہار محبت کر لو۔ میں انکار نہیں کروں گا۔''

اس نے لپٹ کر پیچھے سے اس کی دل جلانے والی ہانک لگائی۔ وہ پاؤں پٹختی واپس آ گئی تھی مگر دل ہی دل میں اسے دوبارہ جگانے کا آئیڈیا اچھا لگا تھا اور یہی شکر تھا کہ اگلے پانچ منٹ میں وہ نہا کر نیچے آ گیا تھا ورنہ شاید پھوپا جی پھر اس کی دوڑ لگوا دیتے۔

رمضان کا بابرکت مہینہ اپنی بھرپور برکتوں اور خوشیوں کے ساتھ گزر رہا تھا۔ سب ٹھیک تھا مگر تنزین کا دل وحشت زدہ تھا کوئی خوشی کوئی اطمینان محسوس ہی نہ ہو رہا تھا۔

''یا اللہ......'' اس کے منہ سے طویل سانس نکلی۔

اعیان کے کسی دوست کے ہاں سے افطار پارٹی کی دعوت آئی تو وہ اس کے سر ہو گیا تھا۔

''دیکھو مجھے تنگ مت کرو۔ میں نہیں جا رہی۔'' وہ نظریں اپنی ناک پر رکھتے ہوئے قطعیت سے بولی تو اعیان نے تنبیہی انداز میں کہا۔

''دیہاتن۔ نہ پڑھی لکھی ہو نہ ذرا سی عقل۔'' وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر کریم کی ٹیوب لینے لگی اور پھر طنزیہ انداز میں بولی۔

''شاید تم بھولنے لگے ہو کہ میں تم سے کتنے سال بڑی ہوں۔'' اعیان ان گزرے چند دنوں میں کوئی پچاسویں مرتبہ اس کے منہ سے یہ طعنہ سن چکا تھا۔

اسے خفیف سا گھور کر آگے بڑھا اور اس کے شانے پر ہاتھ جماتے ہوئے آئینے میں اپنے سامنے کیا۔

''اب بتاؤ۔ کتنی بڑی ہو تم مجھ سے؟''

اس کے اس قدر غیر متوقع انداز نے لمحہ بھر کو اسے گڑبڑا دیا تھا۔ برافروختہ ہو کر آئینے میں اسے دیکھا اپنے اونچے لمبے قد کے ساتھ وہ اس کے بالکل پیچھے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔ کریم نیچے رکھتے ہوئے تنزین نے اپنے شانوں پر سے اس کے ہاتھوں کو جھٹکنا چاہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔''

''نہیں۔ آج بتا ہی دو۔ کون بڑا لگتا ہے ہم دونوں میں سے۔'' وہ شرارت پر آمادہ تھا۔ وہ واقعی اپنے متناسب سراپے اور قد و قامت کی وجہ سے اس کے سامنے گڑیا سی دکھتی تھی۔

لیکن......تنزین کے دل میں بے یقینی کی لہر سی ابھری۔ اس نے ناگواری سے پیچھے ہٹنا چاہا مگر اعیان نے وہی ہاتھ اس کے شانوں سے ہٹا کر اس کے گرد حصار بناتے ہوئے ٹھوڑی اس کے شانے پہ ٹکا دی۔ اک سنسناہٹ سی تنزین کے پورے وجود میں سرایت کر گئی۔

''اعیان! بدتمیزی مت کرو۔'' اس کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔ نا چاہتے ہوئے بھی آواز کانپ سی گئی۔ وہ زندگی سے بھرپور انداز میں ہنسا پھر آئینے میں اس کو دیکھتے ہوئے اس کے کان میں بولا۔

''یہ محبت ہے بیوی صاحبہ محبت۔'' تنزین کا منہ کڑوا ہونے لگا۔

''محبت یا مجبوری ہے؟'' تلخی سے کہتے ہوئے اس نے جھٹکے سے اس کی گرفت توڑ دی اور پیچھے ہٹنے لگی مگر اعیان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''مجبوری کیسی......؟ شادی کی ہے تم سے اپنی مکمل رضامندی کے ساتھ۔ کون سا میری کنپٹی پہ کسی نے پستول رکھ کے یہ فیصلہ کرایا ہے۔'' تنزین نے لب بھینچ کے جیسے کسی بات کا گلا گھونٹا۔

urdunovels.net

urdunovels.net

''ہاتھ چھوڑو میرا۔'' سختی سے کہا۔

''نہیں چھوڑتا۔'' اس کا بڑی آپا والا انداز اعیان اسے ستانے پر مجبور کرتا تھا۔

''اعیان......'' وہ قدرے غصے سے چیخی۔

''جی میری جان۔'' اعیان کے لبوں پر بہت شرارتی سی مسکراہٹ تھی۔ اس کا دل جل کر کباب ہونے لگا۔

''ہاتھ چھوڑو ورنہ میں شور مچا کے پورے گھر والوں کو بلا لوں گی۔'' اس کی دھمکی پر اعیان نے بے اختیار قہقہہ لگایا تھا۔

''گھر والے نہ ہوئے پولیس کی نفری ہو گئی۔ آدھی تھانے داری تو تم خود ہو۔'' وہ ہنسی روکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ تنزین کا ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں اس کی مضبوط گرفت میں کسمسا کر رہ گیا۔

''میرے ساتھ یہ ڈرامے بازیاں مت کرو۔ ہاتھ چھوڑو میرا۔'' وہ تکلیف ضبط کرتے ہوئے غصے سے بولی تو اعیان نے دلچسپی سے اس کے ناک پکڑتے روپ کو دیکھا۔

''ننھی سی جان میں اتنا غصہ چھپا کے رکھا ہوا تھا۔ پہلے تو میرے ساتھ ایک جان ہو کے رہتی تھیں اب کیا ہو گیا؟''

''ہاتھ چھوڑتے ہو یا میں چیخنا شروع کروں؟'' اس کی دھمکی پر اعیان کو پھر سے ہنسی آنے لگی۔۔

''چلو۔ اکٹھے چیختے ہیں۔ ون ٹو......'' وہ اطمینان سے کہتا تنزین کا ضبط آزما گیا۔

''میری زندگی تو برباد کر دی۔ اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟'' وہ پھٹ پڑنے لگی۔

''یہ تو تمہاری بے وقوفی ہے جو تم ایسا سوچتی ہو اور جہاں تک چاہنے کی بات ہے'' نرمی سے کہتے ہوئے اعیان نے اس کا ہاتھ جھٹکے سے کھینچا تو وہ پھولوں کی نچلی ڈال کی مانند اس کے دھیان میں آ گئی۔

''تو مجھے تمہاری چاہت کی چاہ ہے۔ میں تمہیں تمہاری پوری رضامندی سے پانا چاہتا ہوں۔'' اس کے سیاہ بالوں کو چھوتا وہ بے اختیار بول رہا تھا جس کا شاید اسے خود بھی ادراک نہ تھا اور ادھر وہ زلزلوں کی زد میں تھی۔ تحیر، بے یقینی، حیا ان سب جذبات نے اسے منجمد سا کر دیا کہ کوئی ایک بھرپور ردعمل ظاہر نہ کرنے دیا تھا۔

''میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ زندگی میں کبھی تم سے مجھے یہ کہنا پڑے گا۔'' وہ اپنی بات کہہ کر ہلکے سے جھکا پھر اسے سامنے کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھتے گھرے جذب سے بھرپور انداز میں بولا۔

''مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔'' اس کے الفاظ نے پتہ نہیں تنزین پر کیسا اثر کیا اسے جیسے کسی نے جھنجھوڑ کر بیدار کیا تھا۔

''تم چاہتے ہو نا کہ میں تمہارے ساتھ افطار پارٹی میں جاؤں۔ اور کباب مجھے چھوڑ دو۔ اس کے لیے تمہیں اتنی لفاظی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ سرد و سپاٹ انداز میں بولی تو اعیان نے اپنے اتنے خوب صورت اظہار کے جواب میں اس کے بے زار سے انداز کو بے یقینی سے دیکھا۔

''تانی! کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیوں زندگی کو خوامخواہ اتنا مشکل بنانے پر تل گئی ہو؟''

''زندگی کو تم نے مشکل بنایا ہے میں نے نہیں۔'' اس کا انداز اٹل تھا پھر تلخی سے بولی۔

''تم نے پتہ نہیں کس مجبوری کے تحت مجھ سے شادی کر لی ورنہ میں نے تو کبھی تم سے شادی کرنے کا سوچا بھی نہ تھا۔''

تو یہ طے تھا کہ اس تک آنے تک تنزین رضا بہت بدل چکی تھی۔ وہ پہلے والی تنزین نہ رہی تھی جو اعیان کو بھی اپنی ''بیلی'' کہہ کر ہنسا کرتی تھی۔

''تو شاید یہ عبید کو پسند کرنے لگی تھی'' اعیان کو اس سوچ نے ڈنک مارا تو اس کے دل میں ایک خالی پن سا اترنے لگا۔

اس نے غیر محسوس طریقے سے تنزین کا ہاتھ چھوڑ دیا تو وہ شکر کا کلمہ پڑھتی تیزی سے وہاں سے ہٹ گئی مگر اعیان سوچ کی اتھاہ گہرائیوں میں چھوڑ گئی۔

اگلے روز نائمہ نے پہلے ہی سے اس کے کپڑے تیار کر کے رکھ دیئے۔ اعیان کو بھی آفس سے جلدی آ جانا تھا۔ امی کے بار بار کہنے پر وہ تیار ہونے کو اٹھ ہی گئی۔

وہ تیار ہو چکی۔ اعیان کے آفس سے لوٹنے کا ٹائم ہو گیا مگر وہ نہیں آیا۔

''فون کرو تو پتہ چلے کہاں رہ گیا۔ افطار پارٹی میں نہیں جانا۔'' امی کا دل خدشات کی آماجگاہ بننے لگا۔ نائمہ نے فوراً اس کا نمبر ملایا۔

''بیل تو مسلسل جا رہی ہے مگر بھائی کال اٹینڈ نہیں کر رہے۔'' اس نے اطلاع دی۔

''بزی ہو گا۔'' تنزین نے آہستگی سے کہا اور پھر افطار کا ٹائم بھی قریب آ گیا۔ ابو جی کا غصہ سوا نیزے پر تھا۔

''نالائق، گدھا۔ نہ کوئی خیر نہ خبر۔ موبائل کیا صرف شو مارنے کے لیے رکھا ہوا ہے آ لینے دو اسے ذرا۔''

''اللہ خیر کرے۔'' غصہ اپنی جگہ مگر اب تنزین کا دل بھی ہولنے لگا۔ ایسی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ تو وہ کبھی نہ کرتا تھا۔

''بھائی کا میسج آیا ہے۔ وہ اپنے کسی دوست کی طرف چلے گئے ہیں۔ کھانا وہیں کھائیں گے۔'' نائمہ اپنا موبائل لیے چلی آئی۔ ایک دم سے خاموشی سی چھا گئی۔ تنزین کو اپنی تیاری آکورڈ سی لگی۔ وہ خاموشی سے کپڑے بدلنے چلی گئی۔ حقیقتاً اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔

''تو اب یوں بدلہ لو گے......''

وہ عشاء کے وقت لوٹا تھا۔ ابو جی تو بیٹھے اسی کے انتظار میں تھے۔ وہ جھاڑ پلائی کہ کمرے میں بیٹھی تنزین کا دل بھی دہل گیا۔ وہ کمرے میں آیا تو بالکل خاموش تھا۔ بیڈ پر بیٹھ کر بوٹ اتارنے لگا۔ تنزین اسے گھور رہی تھی۔ وہ اٹھا اور الماری سے اپنے کپڑے نکال کر تبدیل کرنے واش روم میں گھس گیا۔ فریش ہو کے وہ باہر آیا تھا۔

''یہ کیا طریقہ ہے تمہارا اگر تم مجھے ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے تو مجھے تیار ہونے کا کیوں کہا تھا؟'' وہ رہ نہیں سکی تھی تو لیے سے منہ خشک کرتے ہوئے وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

''تم نہیں جانا چاہتی تھیں اس لیے میں خود ہی ٹال گیا۔''

''یہ بات تم مجھے بتا بھی سکتے تھے۔''

''اب پتہ چل گئی نا؟'' وہ سرد لہجے میں بولتا اسے حیران کر گیا۔

''مجھے تو تماشا بنا دیا تم نے۔'' وہ جھنجھلاتے ہوئے غصے سے بولی۔

''تماشا تو تم خود اپنا بنا رہی ہو بیگم میری۔'' اس کے لہجے میں تلخی اترنے لگی تھی۔

''مجھ پہ الزام تراشی مت کرو۔ میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ......'' وہ تیز لہجے میں کہنے لگی تھی کہ اعیان اس کی بات کاٹ کر سرد مہری سے بولا۔

''کہ تم میری شکل نہیں دیکھنا چاہتیں تم مجھ سے نفرت کرتی ہو اور مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتیں کیوں کیوں تنزین کیوں؟ اس لیے کہ تم لوگ عبید سے چڑتی رہیں مگر اندر سے اس کو پسند کرتی رہیں۔ یہ میں اچھی طرح جان گیا ہوں۔'' وہ تحقیر بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا اور وہ حیرانی سے اس کی ان کہی باتیں سن رہی تھی۔ وہ رکا نہیں نماز کا وقت نکل رہا تھا وہ کمرے سے نکل گیا۔ تنزین بیڈ پر گر سی گئی۔

✿ ✿ ✿

ان کی خاموشی اور سرد مہری گھر والوں کے لیے بھی الجھن کا باعث تھی۔ جن کی بات ایک دوسرے کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتی تھی اب یوں بے گانوں کی طرح رہ رہے تھے۔

روزے کی وجہ سے امی کو اعیان کی پرسش کا ٹائم نہیں مل رہا تھا۔ تراویح پڑھنے کے بعد انہیں نیند آ جاتی تھی اور وہ اس کے مسجد سے لوٹنے سے پہلے ہی سو جاتیں۔ اس طرح یہ معاملہ یوں ہی چلتا جا رہا تھا۔ آخری عشرہ چل رہا تھا۔ شب قدر کی راتیں آ گئی تھیں۔ تنزین کے سجدے اور دعائیں لمبی ہونے لگیں۔

اعیان کمرے میں آیا تو وہ غیر ارادی طور پر روزانہ کی طرح اس کونے کی طرف دیکھا جہاں وہ جائے نماز بچھائے نماز پڑھا کرتی تھی۔ اسے بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اٹھائے آنسو بہاتے دیکھ کر وہ ٹھٹک سا گیا۔

جانے اتنے خضوع و خشوع سے وہ کیا مانگ رہی تھی۔ وہ چلتا ہوا بیڈ پر آ لیٹا اور آنکھیں موند لیں۔ تھوڑی دیر کے بعد چوڑیوں کی کھنک سنائی دی تو اسے پتہ چل گیا کہ وہ بھی فارغ ہو چکی ہے۔ پھر وہ اپنی طرف آ کر بیٹھی تو اعیان نے کسی سوچ پر پہنچتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔

''اگر تم عبید سے شادی کرنا چاہتی ہو تو میں تمہاری خاطر اس سے بات کرنے کو تیار ہوں۔''

تنزین کو ایسا لگا جیسے اس کے آس پاس بم پھٹا ہو۔ جھٹکا کھا کر اسے دیکھا۔ سرخ آنکھیں اس پر جمائے وہ بالکل سنجیدہ تھا اور مضمحل بھی۔

''میں تمہاری زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا۔ میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ...... میں واقعی تم سے محبت کرنے لگا ہوں تانی اور اس سے پہلے کہ میں خود غرض بن کر صرف اپنے متعلق سوچنے لگوں۔ میں تمہاری مرضی کا فیصلہ کر دینا چاہتا ہوں......''

''بس......'' وہ یک لخت چیخ اٹھی تھی۔ ''بس کرو۔ اپنی فضول گفتگو۔ میری مرضی...... میری مرضی کیا ہے؟ یہ تمہارے دل و ذہن کا فیصلہ ہے۔ پہلے ہی کہا تھا میں نے کہ انکار کر دو۔ اب مجھ پہ الزام ٹھہرا کر مجھ سے ہمدردی جتا رہے ہو......''

''تم غلط سمجھ رہی ہو۔'' اعیان کو غصہ آنے لگا۔

''میں تمہیں بالکل ٹھیک سمجھ رہی ہوں اعیان مصطفیٰ! تم '' وہ رندھی آواز میں بولی تو آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک بھی تھی۔

''تم تو میرے بہت اچھے دوست ہوا کرتے تھے...... یہ دوستی تھی تمہاری؟''

''دوستی کے پرخچے تم نے اڑائے ہیں تانی! مجھ سے شادی کرنا تو شاید تمہارے لیے دنیا کا گھٹیا ترین کام ثابت ہوا ہے۔'' وہ معاندانہ انداز میں بولا تھا۔

''تم...... اس کی وجہ بھی تم ہی ہو۔''

''مجھے الزام مت دو۔ تم اپنا فیصلہ سناؤ۔ میں تمہاری مرضی پر چلوں گا۔'' وہ کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے بولا تو تنزین کا جی چاہا کہ وہ اونچی آواز میں روئے مگر بظاہر مضبوط لہجے میں بولی۔

''تم وہ فیصلہ کرو جس میں تمہاری خوشی ہے۔ مجھے مت دیکھو۔''

اب اس نگاہ میں اور کون بچے گا تنزین رضا۔ وہ آہ بھر کر رہ گیا۔

❁ ❁ ❁

وہ عید کی نماز پڑھ کے آیا۔ امی سے ملا۔ نائمہ کو عیدی دی۔ تنزین نظر آئی تو ایک وہ جس کی وجہ کی خواہش آتے ہوئے اسے تنگ کرتی رہی تھی اور آج ہی تو اعیان اسے فیصلہ سنانے والا تھا۔ تھوڑی دیر نائمہ کے ساتھ غائب دماغی کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد وہ اوپر چلا آیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ٹھٹک سا گیا۔ وہ اس کے لائے ہوئے عید کے سوٹ میں ملبوس مکمل تیار تھی۔

''عید مبارک۔'' اعیان سنبھلا۔ جب وہ خوش اور مطمئن تھی تو وہ بھی کیوں کمزوری دکھاتا۔

''عید مبارک۔'' جواباً وہ بھی دھیمی آواز میں بولی اور ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں ٹھیک کرنے لگی۔

''یہ تمہاری عیدی...... پہلی اور آخری۔'' وہ کئی نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا مگر تنزین نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تھا۔

''اگر میں جدائی کا فیصلہ کر دوں تو ہم سے منسلک لوگوں کا کیا حال ہوگا یہ سوچا ہے تم نے؟'' اعیان نے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے تھک کر پوچھا تو وہ رخ بدل گئی۔

''یہ تو تمہیں فیصلہ کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ شادی کا بھی اور اب الگ ہونے کا بھی۔''

''یہ میرا نہیں تمہارا فیصلہ ہے تانی! میں تو بار ہا تم سے اعتراف کر چکا ہوں۔''

''مجھ سے جھوٹ مت بولو کیا شغل سے محبت کرتے کرتے تم مجھ سے محبت کرنے لگے تھے؟''

''وہ صرف ظاہری محبت تھی تانی! جو میں تمہارے لیے محسوس کرتا ہوں اس کے لیے کبھی نہیں کیا تھا۔''

''تم مجھ سے شادی پر راضی نہیں تھیں۔'' اعیان کو اس کی آواز میں کپکپاہٹ محسوس ہوئی تو اس نے آگے بڑھ کر آہستگی سے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ اس کی آنکھیں نم تھیں۔

''کیونکہ تم نے مجھے بہت برا بھلا کہا تھا۔ میری شکل نہ دیکھنے کا کہا تھا...... اور شاید تم عبید کو پسند بھی کرنے لگی تھیں۔''

''جھوٹ...... غلط ہے یہ سب۔ اگر میں عبید کو پسند کرتی تو تمہیں اس معاملے میں کودنے کی اجازت کبھی نہ ملتی۔ وہ شخص اس کا ذہنی معیار مجھے کبھی بھی قابل قبول نہیں تھا۔'' وہ شدت سے انکار کرتے ہوئے بولی تو اعیان نے کہا۔

''مانا کہ پہلے تمہیں غصہ تھا مگر اب کیا...... کیا تو ہماری شادی ہو چکی ہے پھر تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ اگر عبید بیچ میں نہیں ہے تو؟'' تنزین نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

''تم نے مجھ سے شادی سے انکار کیوں کیا تھا؟''

''میں اگر اقرار کرتا تو یہ شادی نہیں ہو سکتی تھی۔'' اعیان نے یقین سے کہا۔

''اس اقرار سے پہلے تم نے انکار ہی کیا تھا۔ یہ کہہ کر کہ میں تم سے ڈیڑھ سال بڑی ہوں۔'' وہ بے اختیار بولی تو اعیان حیران رہ گیا۔

''یہ...... یہ تم سے کس نے کہا؟''

''جس نے بھی...... مجھے خود پتہ ہے۔ تم اپنے سے بڑی عمر کی لڑکی سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے پھر بھی یہ کڑوا گھونٹ تمہیں بھرنا پڑا۔ اس کے لیے معذرت۔ اب تم اپنا فیصلہ سنا سکتے ہو۔'' وہ کتراتی گئی آنسو پیتے ہوئے بولی تو اعیان نے اس کے ہر تاثر کو بغور دیکھا۔

''تو یہ وجہ تھی تنزین رضا صاحبہ کے بدلنے کی؟''

''میں خود کو تم پر مسلط کرنا نہیں چاہتی۔'' وہ چیخی۔

''اور جو یوں بن سنور کے میرے حواس پہ مسلط ہو رہی ہو۔ اس کا کیا؟'' اعیان نے اسے شانوں سے جکڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا تو وہ متحیر رہ گئی۔ اعیان دفعتاً سر اونچا کر کے ہنس دیا۔

''میرے خدا۔ کس قدر بے وقوف ہیں ہم۔ لایعنی اور بے بنیاد باتوں کے پیچھے اپنی زندگی برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے۔'' وہ کہہ رہا تھا اور تنزین پوری آنکھیں کھولے اس کے بدلتے روپ کو دیکھ رہی تھی۔

''تمہاری فون کال اور برا بھلا کہنے کے بعد مجھے بھی تم پہ غصہ آیا تھا۔ لیکن جب امی نے مجھ سے شادی سے انکار کی وجہ پوچھی تو میرے ذہن میں ایک یہی وجہ آئی کیونکہ تم میں اور تو کچھ کمی تھی ہی نہیں۔ مگر تمہیں یہ کس نے بتایا؟'' وہ ہلکا پھلکا سا ہو گیا تھا۔

''نائمہ نے......'' اس کی زبان پھسل گئی۔ اعیان نے گہری سانس بھری۔

''مجھے پہلے ہی شک ہو رہا تھا اس کی عقل مندی پر۔''

''تو......؟'' وہ سوالیہ انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

''تو یہ کہ میں تو تم سے کتنی ہی بار محبت کا اظہار کر چکا ہوں۔ اب تمہاری باری ہے۔'' وہ شرارت سے بولا تو اتنے دنوں میں پہلی بار وہ اس کی کسی بات پہ ہنسی۔

''بے وقوف...... کس قدر بے وقوف ہوں میں بھی۔'' اس کی آنکھوں میں نمی امڈ آئی تھی۔

''مجھے بہت غصہ تھا تم پر۔ یہ اعتراف کر کے مجھے زچ کیوں کرتے تم۔''

''زچ بات کیا کرتا۔ میں تو شکرانے کے نوافل ادا کرتا۔ اگر تمہارا روپ بھولی دیوی کا پہچانا ہوتا۔'' وہ بھی ہنس رہا تھا۔

''سچ کہہ رہے ہو نا؟''

''میری آنکھوں میں دیکھو اور جان لو۔'' وہ قدرے اس کی طرف جھکا۔

''مگر میں ابھی بھی تم سے راضی نہیں ہوں۔'' وہ بات بدل گئی۔

''جھوٹ......'' اعیان نے اعتماد سے کہا۔

''کیسے؟'' وہ مسکراہٹ چھپانے لگی۔

''میرا لایا ہوا سوٹ پہنے تیار ہو کے میرا انتظار کر رہی ہو اور کہتی ہو کہ......'' اعیان شرارت سے بولا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔

''میری عیدی......؟'' ہاتھ آگے بڑھایا جو نائمہ نے بڑی محنت سے مہندی سے سجایا تھا۔

''پورا اعیان مصطفیٰ۔'' اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ اعتماد سے مسکرا دی۔

''وہ تو ہے ہی میرا مگر میری عیدی تو الگ سے ہوگی۔''

''ہاں تو ٹھیک ہے عید ملو اور عیدی لے لو۔'' وہ آگے بڑھا تو وہ جھینپ گئی۔

''خبردار......''

''عید کا دن ہے گلے ہم کو لگا کر ملیے
رسم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے''

اعیان نے مسکراتے ہوئے شرارت سے کہا تو تنزین نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔

وہ اس کی اس شرمیلی ادا سے محظوظ ہو کر قہقہہ لگا بیٹھا۔ عید خوشی کا نام ہے اور خوشیوں نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

''چلو ذرا نائمہ بی بی سے تو پوچھیں جن کی 'عقل مندی' نے ہمیں دوست سے دشمن بنا دیا تھا۔'' اس کا ہاتھ تھامے وہ مسکراتا ہوا باہر نکل آیا تو فضا میں تنزین کی مطمئن سی ہنسی بکھر گئی۔

☾

urdunovels.net